عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۲۵ ربیع الثانی تا ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۱۰

اخلاص

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور خروجِ دجّال

تاجروں کے فضائل و آداب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

قاتل کی توبہ

محمد ہارون، کراچی

س:...... کیا جان بوجھ کر بے گناہ کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اگر قاتل توبہ کرنا چاہے تو کس طرح توبہ کرے؟

ج:...... قاتل اگر سچے دل سے توبہ کرے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے، لیکن توبہ کی جو شرائط ہیں وہ بھی پوری کرنا ضروری ہیں۔ مثلاً اپنے فعل پر ندامت ہو، آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے اور صاحب حق سے معاف کرائے، قتل بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے، اس لئے مقتول کے ورثا سے خون معاف کروانا یا پھر ان کو قصاص ادا کرنا ضروری ہے۔

فاسق وفاجر کی تعریف

س:...... فاسق وفاجر کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

ج:...... شریعت کی اصطلاح میں فاسق اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود دین پر عمل نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں ملوث رہتا ہے، شریعت کے بعض احکام چھوڑے یا تمام احکام چھوڑے، دونوں صورتوں میں وہ فاسق ہی کہلائے گا اور فاجر وہ شخص ہے جو خلاف شرع کاموں میں مبتلا ہو اور توبہ نہ کرے، یہ سوچ کر کہ ابھی کیا ضرورت ہے توبہ کی بعد میں کرلوں گا، ابھی یہ گناہ کرلوں یا وہ گناہ کرلوں پھر توبہ کروں گا، جبکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایک مسلمان ہر وقت گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے اور اگر کبھی غلطی سے یا جان بوجھ کر گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔

س:...... کیا فرماتے ہیں، علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک استاد اور استانی نے گواہوں کی موجودگی میں اس شرط پر نکاح کیا کہ جب تک ہم اس اسکول میں پڑھاتے رہیں گے تو میاں بیوی ہوں گے اور جب ہم اسکول چھوڑ کر چلے جائیں گے تو ہمارا نکاح ختم ہوجائے گا اور ہم میاں بیوی نہیں رہیں گے۔ کیا اس طرح نکاح کرنے سے یہ نکاح ہوگیا؟

ج:...... یہ نکاح نہیں ہوا اور نہ اس طرح نکاح کرنا جائز ہے۔

س:...... کیا شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرلیں تو ان کا نکاح ختم ہوجاتا ہے، کیا وہ ایک دوسرے کے لئے حرام ہوجاتے ہیں؟

ج:...... نکاح ختم نہیں ہوتا اور نہ وہ ایک دوسرے کے لئے حرام ہوتے ہیں، مگر یہ بہت بڑا گناہ ہے شادی شدہ لوگوں کے لئے اور شریعت میں اس کی سزا بھی بہت سخت ہے، یعنی سنگسار کرنا۔ اس لئے ایسے گناہ سے فوراً توبہ کرلے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کرلے۔

س:...... اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو غیر مرد کے ساتھ غلط حرکت کرتے ہوئے دیکھے تو کیا ایسی صورت میں بیوی کو طلاق دینا ضروری ہوجاتا ہے؟

ج:...... ایسی صورت میں طلاق دینا تو ضروری نہیں ہوتا، مگر شوہر کو اختیار ہوگا کہ وہ تادیب کے طور پر مناسب سزا دے تاکہ وہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے، پھر اگر وہ معافی مانگتی ہے اور دوبارہ ایسا فعل نہ کرنے کا وعدہ کرتی ہے تو شوہر کو چاہئے کہ وہ معاف کردے اور اس کے اس فعل پر کبھی اس کو طعنہ نہ دے اور نہ ہی ذکر کرے، ہاں اگر اس کے بعد بھی اس کی بیوی بار بار یہ کرتی ہوئی پائے تو بے شک ایسی عورت کو طلاق دے دینے میں کوئی حرج نہیں۔

☆☆...........☆☆

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

جلد:۳۲ ۲۵ ربیع الثانی تا ۲ رجمادی الاول ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۳ء شمارہ:۱۰

—— مجلس ادارت ——

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
نزول عیسیٰ اور خروج دجال...	۷	مولانا محمد مالک کاندھلوی
دمشق کی جامع مسجد	۱۲	شاہ مصباح الدین شکیل
اخلاص... اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	۱۳	مولانا نذر جمال تونسوی
تاجروں کے فضائل وآداب	۱۷	خالد فیصل ندوی
حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنیؒ کی چند یادیں!	۲۰	مولانا قاضی احسان احمد
چوہدری محمد طفیل احرارؒ... حیات وخدمات	۲۲	مولانا عبدالعزیز لاشاری
اخلاق حسنہ اور شاتم رسول کی سزا (۳)	۲۳	مفتی عارف محمود
”دردمند خاتون“ (۷)	۲۵	مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ
شہر قائد علماء وطلبا کی مقتل گاہ بن گیا	۲۷	مولانا محمد طارق نعمان گڑنگی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

فضیلتِ صبر

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھاکر شکر کرنے والا بمنزلہ روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کے ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۲)

شکر اور صبر، ایمان کے دو بازو ہیں، جو معاملہ نفس کو ناگوار ہو، محض رضائے الٰہی کے لئے اس کو برداشت کرنا اور جزع فزع کا اظہار نہ کرنا "صبر" کہلاتا ہے، (اور روزہ اپنی مرغوبات کو محض رضائے الٰہی کے لئے ترک کرنے کا نام ہے، اس لئے روزہ صبر کی اعلیٰ ترین قسم ہے)، اور جو حالت طبیعت کے موافق ہو اس کو من جانب اللہ سمجھنا، اس پر خوش ہونا، اس کو اپنی لیاقت سے زیادہ سمجھنا، اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا، اس نعمت کو گناہ میں استعمال نہ کرنا، بلکہ رضائے الٰہی کے حصول میں استعمال کرنا "شکر" کہلاتا ہے، پس صبر اور شکر میں یہ فرق ہے کہ صبر میں تکلیف اور مصیبت کو معرفتِ جلالِ الٰہی کے لئے مرآۃ بنایا جاتا ہے، اور اس میں آدمی میں شکستگی اور عبدیت پیدا ہوتی ہے، اور شکر میں انعاماتِ الٰہیہ کو معرفتِ جمالِ الٰہی کے لئے آئینہ بنایا جاتا ہے، جس سے حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ اُنس و محبت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اور بندے کو دل میں حق تعالیٰ شانہٗ کے احکامات کی تعمیل وران پر مرمٹنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے حدیثِ پاک میں فرمایا گیا ہے کہ کھاکر شکر کرنے والا بمنزلہ روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کے ہے۔

وہ کون ہے جس پر دوزخ حرام ہے؟

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ کون شخص ہے جو آگ پر حرام ہے اور آگ اس پر حرام ہے؟ آگ حرام ہے ہر اس شخص پر جو قریب، نرم خو اور آسان ہو۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۲)

اس حدیث میں آدمی کی نرم خوئی اور نرم مزاجی کی تعریف کی گئی ہے، جو حق تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے، چنانچہ بعض لوگوں کے مزاج میں نرمی اور آسانی ہوتی ہے، ایسے لوگ فطرۃً دُوسروں سے نرمی و آسانی کا معاملہ کرتے ہیں، اس لحاظ سے لوگ ان کے قریب ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کے دلوں کے قریب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگوں کے مزاج میں تندی و دُرشتی پائی جاتی ہے، وہ دُوسروں سے سخت گیری کا معاملہ کرتے ہیں، اس وجہ سے لوگ ان کے قریب نہیں بھٹکتے، اور وہ لوگوں کے دلوں سے دُور ہوتے ہیں۔ آدمی کی پہلی حالت محمود، اور دُوسری مذموم، یہ اوصاف اگرچہ خلقی ہیں، مگر ان کا استعمال اختیاری ہے۔

آنحضرت ﷺ کے خانگی معاملات

"حضرت اَسود بن یزید رحمہ اللہ (جو بہت بڑے مرتبے کے تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ: میں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تھے تو کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ: گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے، لیکن جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۲)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ اخلاق اور کمالِ تواضع تھی کہ دولت خانے میں تشریف رکھتے ہوئے گھر کے معمولی کاموں سے بھی عار نہیں فرماتے تھے، بلکہ ایک عام آدمی کی طرح گھر کی ضروری خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ شمائل ترمذی (ص:۲۴) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

سے ان خدمات کی تفصیل اس طرح آئی ہے:

"قَالَتْ: كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ، يَفْلِيْ ثَوْبَهُ، وَيَحْلِبُ شَاتَهُ، وَيَخْدِمُ نَفْسَهُ."

ترجمہ:... "انہوں نے فرمایا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے، اپنے کپڑے کی جوئیں دیکھ لیتے تھے (کہ کسی دُوسرے کے کپڑے سے نہ چڑھ گئی ہوں) اور بکری کا دُودھ دوہ لیتے تھے، اور اپنے ذاتی کام خود کرلیتے تھے۔"

مسندِ احمد اور ابنِ حبان کی روایت میں ہے کہ:

"يَخِيْطُ ثَوْبَهُ، وَيَخْصِفُ نَعْلَهُ."

ترجمہ:... "اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے۔"

اور ابنِ حبان کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ:

"وَيَرْقَعُ دَلْوَهُ."

ترجمہ:... "اور اپنے ڈول کی مرمت کرلیتے تھے۔"

آنحضرت ﷺ کے کریمانہ اخلاق

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے، یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اپنا ہاتھ کھینچ لیتا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے چہرے سے اپنا چہرہ نہیں پھیرتے تھے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ پھیرلیتا، اور کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھٹنے کسی ہم نشین کے آگے کئے ہوں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۲)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

دنیا میں ہر انسان ایک محنت، کوشش اور جدوجہد میں لگا ہوا ہے۔ کوئی عقل مند، صحت مند اور سلیم الاعضاء انسان آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا جو بالکل بے کار اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہوا ہو، اچھا یا بُرا، صحیح یا غلط، نفع مند یا نقصان دہ، کسی نہ کسی شغل میں نہ لگا ہوا ہو۔

محنت کے دو میدان ہیں: ۱:... دنیا کے لئے محنت کرنا، ۲:... آخرت کے لئے محنت کرنا۔

جو لوگ دنیا کی محنت محض دنیا گزارنے کے لئے کرتے ہیں، مثلاً: اپنی زندگی کے پچاس، ساٹھ یا ستر سال جو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو زندگی دی وہ دنیا کے لئے محنت کرتا رہا، لیکن جب وہ اس دنیا سے گیا تو سب کچھ یہاں چھوڑ گیا اور خود خالی ہاتھ چلا گیا، ملازمت، بڑے بڑے عہدے، اونچے اونچے مناصب، اپنی ساری ڈگریاں اور سارے دنیوی اعزازات یہیں رہ گئے، آخرت کی طرف جاتے ہوئے کوئی چیز ساتھ نہ گئی۔ یہ ہے دنیا کی محنت دنیا کے لئے، جس کو قرآن کریم نے خسارہ کی محنت اور گھاٹے کا عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا ○ الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○

(الکہف:۱۰۳، ۱۰۴)

ترجمہ: ”آپ فرما دیجئے: میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ خسارہ کے عمل والے کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ جن کی ساری محنت دنیا میں برباد ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔“

آدمی اس محنت کی طرف جلدی مائل اس لئے ہو جاتا ہے کہ یہ نقد ہے، ادھار نہیں ہے۔ یہ آنکھوں سے نظر آنے والی ہے، کوئی غیب کی چیز نہیں، اس لئے ہر آدمی اس محنت کی طرف جلدی لپکتا اور مائل ہو جاتا ہے۔

دوسری محنت کا میدان یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے محنت کی جائے، ایسا کام کیا جائے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ پھر جس طرح دنیا کی محنت کے لئے بہت سے راستے ہیں: تجارت، ملازمت اور مزدوری وغیرہ۔

اسی طرح آخرت کی محنت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے شعبے رکھے ہیں: مسلمانوں کے ایمان وعقائد کا تحفظ، تبلیغ، تدریس، تحریر، وعظ ونصیحت وغیرہ اور ہر شعبہ اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے، جو آدمی جس شعبے سے منسلک اور وابستہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فوج اور لشکر کا سپاہی اور قابل احترام ہے، لیکن جس طرح تجارت کے بعض شعبے زیادہ نفع بخش ہوتے ہیں، اسی طرح اس کے بعض شعبے بھی اہم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک شعبہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔

اس لئے کہ ہمارے دین، ہمارے ایمان اور ہمارے اسلام کی بنیاد ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے علاوہ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت کے ساتھ ساتھ تمام نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونا اور ان اعمال پر اجر وثواب کا ملنا، اس لئے ہے کہ ان تمام ارکان واعمال کا حکم سیّد الانبیاء والآخرین، خاتم الانبیاء، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اوران کی سند اور قبولیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

اس لئے یہ تمام اعمال آپ کی صفات کہلاتے ہیں اور ہر آدمی جانتا ہے کہ کسی چیز کی اصل اور ذات محفوظ ہو تو اس کی صفات بھی محفوظ ہوتی ہیں، اگر ذات ہی محفوظ نہ ہو تو اس کی صفات محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کے منصب ختم نبوت کی حفاظت امت مسلمہ کی اولین ذمہ داری ہے، جس کو فرض کفایہ کے طور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ادا کر رہی ہے۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ایک جگہ لکھتے ہیں:

”اس دور میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین والا تعلق کوئی قائم کرنا چاہتا ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے، کیونکہ موجودہ دور میں اسلام کو عیسائیت، یہودیت، ہندومت، بدھ مت، کیمونزم وغیرہ سے اتنا خطرہ نہیں کیونکہ یہ کھلے دشمن ہیں۔ اس وقت عیسائی پوری دنیا میں ہزاروں مشنریوں کے ذریعے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے درپے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ وہ مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل نہیں کرسکے۔ لیکن قادیانیت اسلام کے لئے خطرہ ہے جو اسلام کی آڑ میں، اسلام کے لبادے میں، اسلامی طور طریقہ اختیار کرکے مسلمانوں کے دلوں، دماغوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ مسیلمہ کذاب اور دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کے نقش قدم پر چل کر مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکا دے رہے ہیں، وہ مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کا کلمہ پڑھ کر اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں، وہ اسلام کی آڑ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں، وہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، وہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھنے والوں کے دشمن ہیں، اس لئے ان کا بائیکاٹ کرکے ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو روک کر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی قائم رکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائیں۔“ (تحفہ قادیانیت، ج:۱، ص:۲۹۷)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک بھر کے بڑے بڑے شہر میں اپنے مبلغین مقرر کئے ہوئے ہیں تاکہ وہ جہاں اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیں، وہاں قادیانیوں کے ذہنوں میں پائے جانے والے شکوک وشبہات کا ازالہ کرکے ان کو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ کریں۔

اس کے لئے ملک بھر میں کانفرنسوں کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے تاکہ عام مسلمانوں تک بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا پیغام پہنچ جائے۔ اسی غرض سے ۸/مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب نواب شاہ میں ایک بڑی کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ جماعتی احباب کی ان کوششوں کو قبول فرمائیں اور آخرت میں ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور خروجِ دجال!

مولانا محمد مالک کاندھلویؒ

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام ایک مکمل دین، مکمل ضابطۂ حیات مقرر فرمادیا ہے، مسلمان اسی وقت تک مسلمان ہے جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے نبی ہونے کے تصور تک کو قریب نہ آنے دے۔ ہر قوم پیغمبر سے پہچانی گئی، مثلاً قوم نوح، قوم موسیٰ، قوم داؤد، قوم عیسیٰ، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی سے قوموں کی نسبت پہچانی گئی ہے۔ مسلمان قوم کون ہے؟ یہ قوم ایسی ہے جس کے ہادی، جس کے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے اس میں کبھی بھی شبہ کے اندر پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، آپ کی نبوت اور رسالت اللہ تعالیٰ نے ایسی اعلیٰ اور عظمت والی فرمائی ہے کہ ہم اس کی انتہا تک نہیں پہنچ سکتے، "حدیث" صحیح مسلم، صحیح بخاری، میں موجود ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دیتے ہیں، قیامت کے قریب علامات قیامت میں، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ہے، آپ نے علامت قیامت میں سے ایک اور چیز بھی بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "بعثت انا والساعۃ کھاتین" ... میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہے برابر، قریب قریب جوڑ کر بھیجے گئے ہیں ... یہ آپ نے اپنی بعثت، اپنی رسالت اور قیامت کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

یہ دونوں کیسے قریب ہیں، فرمایا: اس طرح یہ کہ جیسے یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ قریب قریب ہیں۔ اسی طرح میری بعثت اور قیامت ہے۔ اس روایت کو دیکھ کر بعض طلبا کو یہ خیال گزرتا ہوگا کہ آخر اس قریب ہونے کے باوجود آپ کی رحلت اور وفات سے لے کر اب تک کئی صدیاں گزر گئیں ڈیڑھ ہزار برس تقریباً گزر رہے ہیں۔ اب تک تو قیامت نہیں آئی تو قیامت آپ کی بعثت سے کیسے قریب ہوئی؟ بعض حضرات تو اس کی وجہ کے لئے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ قریب ہونا ہمارے حساب سے نہیں بلکہ خداوند عالم کے حساب کی رو سے ہے، ہمارے حساب سے بے شک ہزار برس ہو جانا چودہ سو پندرہ سو برس ہو جانا یہ ایک طویل مدت شمار ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں کا حساب وہ قرآن مجید کی اس آیت سے شمار کیجئے:

"ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون۔"

ترجمہ: "بے شک تمہارے پروردگار کے ہاں کا ایک دن ایسا ہے کہ جیسا کہ تم ایک ہزار برس گنا کرتے ہو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ابھی اللہ میاں کے حساب سے ڈیڑھ دن بھی پورا نہیں ہوا ہے، یہ توجیہ تو علماء اور شارحین کرتے ہیں مگر ایک اور بات غور کرنے سے سمجھ میں آتی ہے کہ چاہے ڈیڑھ ہزار برس ہو جائیں، تین ہزار برس ہو جائیں یا چھ ہزار، کوئی بھی صورت ہو لیکن یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں اور قیامت دونوں اسی طرح برابر قریب قریب ملا کر بھیجے گئے ہیں، جس طرح یہ دو میری انگلیاں (آپ فرما رہے ہیں) اے لوگو! جیسے کہ تم یہ دیکھتے ہو کہ ان دو انگلیوں کے بیچ میں کوئی اور چیز نہیں ہے اسی طریقہ پر سمجھو کہ قیامت کے برپا اور قائم ہونے کے اور میرے درمیان اور کوئی نبوت نہیں ہے جب قیامت قائم ہوگی تو میری نبوت پر قائم ہوگی ... چاہے وہ دس ہزار برس تیس ہزار برس کیوں نہ ہوں بہرحال میری نبوت پر قائم ہوگی یہ ممکن نہیں ہے کہ میری نبوت کے بعد کوئی اور نبوت آجائے اور پھر قیامت برپا ہو (یہ ہو نہیں سکتا) علماء متکلمین نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب نزول ہوگا وہ اسی حیات کے ساتھ آسمانوں پر قریب قیامت تک رہیں گے، لیکن سبحان اللہ قربان ہو جائیے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اللہ کے سچے نبی اور صاحب کتاب تھے۔ ان کو انجیل دی گئی قرآن کریم نے اس آیت: "انزل التورة و الانجیل من قبل ھدی للناس و انزل الفرقان" "میں انجیل کو 'ھدی للناس من قبل' ہونا بیان کردیا، ان تمام فضیلتوں کے باوجود جب وہ زمین پر نزول کریں گے تو کس حیثیت سے کریں گے؟ اس حیثیت کا تعین خود حدیث نے کردیا ہے، اس کا مضمون اس طرح سے ہے کہ جب مہدی علیہ الرضوان موجود ہوں گے، اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا، یہ حدیث پہلے

ہی قدم پر بتلا رہی ہے کہ مہدی اور مسیح دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں، ان میں خلط اور التباس نہ ہونا چاہئے حضرت مہدی اس زمانہ میں مسلمانوں کے پیشوا اور رہنما ہوں گے اور پوری امت ان کی رہنمائی ان کی علمی سرپرستی دینی قیادت کے اوپر متفق ہوگی۔ اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھا رہے ہوں گے اور وہ مہدی کون ہوں گے؟ یہ نہیں کہ کوئی سڑک پر چلتا پھرتا دعویٰ کردے کہ میں بھی مہدی ہوں، نہیں! اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (علیہ السلام) نے مہدی کے متعلق نشانیاں بتلا دیں صورت، شکل اور علامت بیان کردی، قبیلے اور خاندان کو بیان کردیا، نام بتلادیا والد کا نام بتلادیا تاکہ کوئی جعلی قسم کا مدعی مہدویت نہ بن جائے۔

تو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے پیغمبر پاکؐ کے ذریعے دین کی ہر چیز کو واضح کردیا ہے، مہدی جن کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوگا۔ ان کے والد کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کے مطابق ہوگا، ان کی شکل وصورت نہایت حسین، نہایت ہی خندہ پیشانی رکھنے والے ہوں گے اور ان کی قد و قامت کی کیفیت بیان کی گئی ان کے چہرے کا رنگ و روپ بیان کیا گیا، ان کے ناک ونقشہ کی کیفیت بیان کی گئی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ایک تصویر کھینچ کر رکھ دی گئی کہ یہ مہدی ہے تاکہ کوئی غلط آدمی یا کالا لاتو آ آ کر نہ دعویٰ کرنے لگے کہ میں مہدی ہوں، ورنہ وہی قصہ ہوگا جو جاحظ کے بارے میں کسی ادب کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ: ''وہ بازار میں جارہے تھے تو ایک عورت نے ان کو پکڑ کر کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے وہ خیر بے چارے ساتھ چلے اس نے کسی سنار کی دکان پر لے جاکر ان کو کھڑا کیا اور کہا کہ ''بس ایسا'' اور اس کے بعد وہ عورت روانہ ہوگئی۔ اب بے چارے جاحظ بہت متفکر کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ کہ مجھے یہ زرگر کی دکان پر لے آئی اور کہا کہ ''بس ایسا'' جاحظ نے اس عورت کے جانے کے بعد زرگر سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا کہ عورت چاہتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے کسی بھوت اور عفریت کی مورتی بنادوں میں نے کہا کہ اے خاتون! میں نے تو آج تک کوئی بھوت اور عفریت دیکھا نہیں، مجھے کوئی شکل دکھادو تاکہ میں اس کے مطابق بنادوں، میں نے اگر کوئی دیکھا ہوتا تو اس کے مطابق ضرور بنادیتا، تو یہ اس لئے تمہیں پکڑ کر لائی کہ بس ایسی شکل کی مورتی بنادو۔''

تو بھائی آپ حضرات نے مدعی نبوت کی شکل بھی دیکھ لی کہ کیسی ہے: ''صورت ببین حالت مپرس۔'' حق تعالیٰ شانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں بیان کرتے ہیں کہ

''لا تکونوا کالذین اذوا موسیٰ فبرء ہ اللہ مما قالوا و کان عنداللہ وجیھا۔''

مفسرین نے بیان کیا کہ نبی کی شکل اور چہرے سے وجاہت ٹپکتی ہے، کیونکہ وہ اللہ کا نبی ہوتا ہے اور جس کے چہرے سے لعنت اور نحوست ٹپکتی ہو وہ کیسے اللہ کا نبی ہوسکتا ہے؟ خیر میں عرض کررہا تھا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے متعلق حدیث میں ساری نشانیاں بیان کردی گئیں ہیں، ان کی علمی فضیلت کو بیان کردیا گیا ہے، ان کے مقتدا ہونے کی شان بیان کردی گئی ہے، معلوم ہوا کہ یہ نشانیاں اس لئے بتلادیں تاکہ مسلمانوں کو پہچاننے میں آسانی ہو وہ صورت وشکل کو دیکھ لیں۔ تقویٰ وطہارت کو دیکھ لیں، ان کے علمی تبحر کو دیکھ لیں، ان تمام چیزوں کو دیکھ کر وہ کہہ دیں کہ یہ مہدی ہوسکتا ہے؟ پھر حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا وہ نزول گورداس پور کے کسی علاقے میں نہیں ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نزول کی جگہ بیان کردی، فرمایا کہ جامع مسجد دمشق میں جو مینارہ شرقی ہے، اسی پر ان کا نزول ہوگا، اس شان کے ساتھ ہوگا کہ فرشتے ان کے ساتھ موجود ہوں گے۔

اس وقت مہدی علیہ الرضوان نماز پڑھانے کی تیاری کررہے ہوں گے، جماعت تیار ہوگی، حدیث میں آتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت ابن مریم کو دیکھتے ہی یہ فرمائیں گے: ''تعال صل لنا''... آیئے تشریف لایئے، ہمیں نماز پڑھا دیجئے... جیسے کوئی بزرگ کو دیکھ کر دعوت دیتا کرتا ہے کہ آپ نماز پڑھائیں تو حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو دعوت دیں گے کہ آیئے نماز پڑھا دیجئے تو آپؑ انکار کرتے ہوئے کہیں گے لانہیں، میں نہیں نماز پڑھاتا اور انکار کرکے حضرت مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور قرآن کریم کے احکام کا نفاذ و اجراء کریں گے۔ محدثین وشارحین نے یہاں یہ نکتہ بیان کیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بعد حضرت مہدی کی امامت اس لئے ہے کہ پہلی مرتبہ اگر آپ حضرت عیسیٰ امامت کرلیتے تو لوگوں کو شبہ ہوسکتا تھا کہ یہ امام ہوگئے ہیں پھر یہ شاید بحیثیت نبی کے بھی ہمارے امام بن رہے ہیں، چونکہ نبی کی موجودگی میں غیر نبی کو نماز پڑھانا درست نہیں ہوتا۔

نبی کسی کا مقتدی نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے حکمت سے اپنی قدرت سے یہ چیز مسلمانوں کے سامنے ظاہر کردی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو وہ مقام عطا کیا کہ آپؐ کے امتی کے پیچھے ایک پہلا اولوالعزم نبی مقتدی بن کر نماز پڑھے گا، عیسیٰ بن مریم کو مقتدی بنایا گیا تاکہ شبہ ہی باقی نہ رہے کہ کیا یہ پھر منصب نبوت کے ساتھ آکر نبوت تو نہیں کررہے، معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اتنی عالی اور اتنی برتر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو وہ اپنی نبوت اور رسالت کی حیثیت کے ساتھ نہیں ہوں گے

بلکہ وہ مقتدی ہوں گے اور امتی ہوں گے، آپ نے اندازہ فرمایا کہ خدا کا برحق نبی جس کو اللہ تعالیٰ نے کتاب بھی دی تھی، قرآن نے اس کی تصدیق بھی کی، اس کے باوجود وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد نبی ہونے کی حیثیت سے باقی نہیں رہے ہیں، یہ بات میں درمیان میں عرض کردوں میرے محترم دوستو اور عزیز بھائیو! اللہ تعالیٰ کا دین نہایت ہی مضبوط دین ہے، اس میں حق و باطل کا کوئی التباس ہی نہیں ہوسکتا، اس لئے میں ایک اور بات بھی بہت واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مسیح کے معنی ایک تو حضرت مسیح بن مریم ہیں جو قیامت کے قریب آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ لہٰذا اب کسی کا مسیح ہونے کا مسئلہ ہی باقی نہیں رہا، ہاں ایک ”مسیح“ اور بھی ہے، جس کا پتہ ہمیں احادیث سے لگتا ہے، جس کا ذکر اس دعا میں ہے: ”واعوذبک من فتنة المسیح الدجال“ نیز ایک حدیث میں جو صحیحین میں ہے، عجیب بات آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گویا کہ میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، انبیاء علیہم السلام کے اس منظر کو دیکھتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: نیز میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت مسیح بن مریم بیت اللہ کا طواف کررہے ہیں پھر ان کا حلیہ بیان کیا، اس کے بعد بیان فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسیح دجال بھی بیت اللہ کا طواف کررہا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اس کا ایسا کالا سیاہ رنگ، اس کی آنکھ ایسی ابھری ہوئی کالی، بیت اللہ کے طواف پر طلبا کو اشکال پیدا ہوگا وہ اشکال یہ ہے کہ احادیث میں ہم تو دیکھتے ہیں، آپ نے یہ فرمایا ہے کہ مسیح دجال پر اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا داخلہ حرام کردے گا، ممکن نہیں ہوگا کہ وہ مکہ اور مدینہ کے اندر داخل ہوسکے۔ یہاں باہر فرشتے تلواریں لئے کھڑے پہرہ پر ہوں گے، اگر وہ داخل ہونے کا ارادہ کرے گا تو فرشتے اس کو داخل نہیں ہونے دیں گے تو اس کی توجیہ میں عارفین نے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا کہ حقیقت میں دجال کا داخلہ جسم اور وجود شخصی سے نہیں ہوگا بلکہ یہ داخلہ تمثیلی ہے، آپ نے فرمایا کہ یعنی مجھ کو ایک مثال دکھلائی گئی اور اس مثال کے معنی یہ تھے کہ مسیح دجال بھی بیت اللہ کے گرد چکر لگاتا ہے، بیت اللہ کے گرد اس کا چکر لگانا یہ دین کے خلاف سازش کرنے کے لئے ہے، مثلاً دوست بھی آپ کے گھر کا چکر لگایا کرتے ہیں، عزیز بھی چکر لگایا کرتے ہیں، وہ چکر محبت کے جذبے میں لگاتے ہیں، مگر کبھی دشمن، چور اور ڈاکو بھی گھر کے چکر لگایا کرتے ہیں، تو ان کا چکر بھی اسی قسم کا ہوگا۔

نیز دجال کے متعلق دیگر روایات میں بڑی عجیب عجیب باتیں بیان کی گئی ہیں، فرماتے ہیں کہ دجال اتنا انتہائی فتنہ انگیز ہوگا کہ ایسی ایسی چیزیں اور شعبدے اپنے ساتھ لے کر آئے گا کہ لوگ شبہ میں مبتلا ہوجائیں گے، اس دجال کے ساتھ روٹیوں کا ایک پہاڑ ہوگا جو ساتھ ساتھ چل رہا ہوگا، ایک نہر ہوگی جو ساتھ ساتھ چلتی ہوئی ہوگی، ایک سونے اور دولت کا پہاڑ ہوگا جو ساتھ چلتا ہوا نظر آئے گا اور سب کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا وعدہ کررہا ہوگا، وہ کہے گا آجاؤ میں سب کو دوں گا جب روٹیوں کا پہاڑ چل رہا ہے تو اس کے لئے کیا بعید ہوگا، وہ سب کو روٹیاں تقسیم کرے گا، وہ اپنے ساتھ مکان کا انتظام بھی رکھتا ہوگا، اسی طرح کپڑے کا، لوگ بڑی بے فکری کے ساتھ اس کے ساتھ ہوسکتے ہیں، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ اس کی فریب کاریاں ہوں گی، دجال کے معنی ہی یہ ہیں کہ جو زیادہ سے زیادہ فریب اور دھوکے میں ڈالنے والا ہو اور فرمایا کہ وہ دجال کسی دیہاتی کے سامنے جائے گا اور اس کو کہے گا تو میری خدائی اور الوہیت پر ایمان لا، چھوٹے دجال تو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، کیونکہ یہ بڑا دجال ہوگا، اس لئے الوہیت کا دعویٰ کرے گا، اس لئے سوچا کہ نبوت کا دعویٰ تو میرے چیلوں نے کرلیا وہ تو چل نہ سکا لو میں اب خدائی ہی کا دعویٰ کرلوں، تو کہے گا کہ میں خدا ہوں اور میرے اندر یہ قدرت ہے، اگر میں تیرے مرے ہوئے بیل کو زندہ کردوں تو کیا مجھ پر ایمان لے آئے گا؟ تو حدیث میں فرماتے ہیں کہ وہ دیہاتی دیکھے گا کہ میرا مرا ہوا بیل میرے سامنے موجود ہے، وہ کیسا ہیبت ناک منظر ہوگا، پھر وہ اس کے بیل کو زندہ کرے گا۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کو ایسے پُرخطر امتحان کے اندر بھی صبر کی تلقین کی گئی ہے، فرمایا کہ ایک شخص کے پاس وہ جائے گا اور اس کو کہے گا تو مجھ پر ایمان لا اور دیکھ میرے میں بڑی قدرت ہے اور اگر میں تیرے مردہ باپ کو زندہ کردوں تو کیا پھر بھی تو مجھ کو نہیں مانے گا؟ حدیث میں آتا ہے کہ وہ شخص اپنے مردہ باپ کو دیکھے گا کہ وہ سامنے زندہ موجود ہے، یہ عجیب شعبدے اس کے سامنے ظاہر ہوتے ہوئے ہوں گے، فرمایا کہ ایک شخص جس میں ایمان کی قوت ہوگی وہ بھی یہ سب منظر دیکھ رہا ہوگا کہ کسی کا باپ زندہ ہورہا ہے، بیل بھی زندہ ہوگیا ہے، روٹیوں کے پہاڑ بھی اس کے ساتھ ہیں، سونے اور دولت کے پہاڑ بھی اس کے ساتھ چل رہے ہیں، مگر ایمان والے کی استقامت اتنی قوی ہوگی کہ ان چیزوں سے اس کے ایمان میں تذبذب پیدا نہیں ہوگا، قدم نہیں ڈگمگائیں گے، ایمان کی استقامت اسی کو کہا جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ وہ اس کو دعوت دے گا اور کہے گا کہ اچھا اگر تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا تو دیکھ میں تجھ کو سزا دوں گا، اس کا مزہ چکھاؤں گا، اسی دوران وہ ایک شخص کو بلائے گا اور اس کے سامنے اس کے سر پر ایک آرا رکھا جائے گا اور اس کے سر کو چیر کر دو ٹکڑے کردیئے جائیں گے اور جب وہ ٹکڑے سامنے ہوجائیں گے تو دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان بڑے غرور کے

ساتھ بڑی مسرت کے ساتھ فاتحانہ انداز میں مسکراتا ہوا چلے گا، یعنی یہ دکھلائے گا کہ دیکھو میں نے تمہارے سامنے اپنی قدرت کا کیسا مظاہرہ کردیا ہے، اب بھی اے لوگو! تم مجھ کو خدا نہیں مانتے؟ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ اس مومن کو کہے گا کہ: اے شخص! اب بھی تو میری بات نہیں سمجھا، کیا تو اب بھی مجھ پر ایمان نہیں لاتا، وہ لفظ میں آپ کو سنا دیتا ہوں تاکہ آپ اس کی لذت محسوس کرلیں، وہ مومن ان تمام شعبدوں کو دیکھ کر کیا جواب دے گا وہ کہے گا:

''واللہ! ما کنت اشد بصیرۃ لک منی الیوم ھذا''

ترجمہ: ''اے دجال، اللہ کی قسم! آج سے پہلے مجھے کبھی تیرے دجال ہونے کی اتنی بصیرت حاصل نہیں ہوئی تھی جتنی آج تیرے دجال ہونے کی حاصل ہوئی ہے۔''

یہ ہے مومن کا وہ جواب جو ہمیں ایمانی عظمت و پختگی کا سبق سکھاتا ہے..... کہ اگر کسی دجال کے اس قسم کے کرشمے تمہارے سامنے آجائیں تو اے ایمان والو! تمہارے ایمان اپنی جگہ مضبوط رہیں، اس کے قدم نہ ڈگمگائیں تم اپنی ایمانی مضبوطی کے ساتھ رہو، جتنے شعبدے نظر آئیں تمہارا ایمان اور زیادہ مضبوط ہونا چاہئے، یہ بات غالباً سمجھ میں آگئی ہوگی جس قدر بھی کرتب دیکھو مطلب یہ ہوا کہ مسلمان کے سامنے کچھ بھی سامنے آئے اس کے قدم عقیدۂ ختم نبوت سے متزلزل نہ ہوں، اس کا ایمان اسی طرح سے جما رہے۔

اور یہ بات آپ یاد رکھئے کہ حق اور واضح سامنے لیا کرتا ہے، قرآن کریم کی وہ آیت بڑی عجیب ہے اس کے ترجمے کو اگر سنو اور دیکھو تو آپ کو اور بھی لذت معلوم ہوگی: ''نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق'' یہ قرآن کا کلمہ ہمارے سامنے یہ قانون بیان کر رہا ہے کہ حق اور باطل کی جب ٹکر ہوگی تو حق اور باطل کی ٹکر میں حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے وہ باطل کا بھیجا نکال کر رکھ دیتا ہے، پھر وہ باطل مٹا ہوا نظر آتا ہے اس لئے حق کا مقابلہ باطل کر ہی نہیں سکتا، باطل چاہے کتنے دلفریب انداز کے ساتھ سامنے آجائے چاہے کتنے اوہام و شکوک کی صورتیں لے کر سامنے آئے لیکن حق ہمیشہ حق ہو کر ضرور سامنے ظاہر ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے دربار میں گئے تو وہاں اس کو اللہ کا پیغام اور ایمان کی دعوت دی اس نے سمجھا کہ میرے پاس یہ جادوگر آئے ہیں تو اس نے اپنے ملک کے جادوگروں کو بلالیا اور مقابلہ کی تاریخ بھی مقرر کرلی گئی، سارے جادوگر اپنا اپنا کرتب شعبدے دکھلانے کے لئے وہاں بھی حاضر ہوگئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام بھی وہاں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب ہو کر کہا کہ آپ اپنی چیز پہلے دکھلائیں گے یا ہم دکھلائیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''القوا ما انتم ملقون'' ''تمہیں جو کچھ پھینکنا ہے پھینک دو دیکھا جائے گا، چنانچہ جب انہوں نے اپنی رسیاں زمین پر ڈالیں قرآن کریم کہہ رہا ہے: ''فالقوا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ'' ''ان کے جادو سے، خیال میں یہ بات ڈالی جاتی تھی کہ وہ چلتے پھرتے سانپ ہیں، وہ حقیقت نہیں ہوگی اور جنات تو اپنی صورتیں شکلیں بدلنے پر قادر ہیں تو کوئی جن اور شیطان اگر بلی اونٹ کی شکل میں آجائے یا کوئی شیطان کسی کا باپ بن کر سامنے آجائے تو کیا حرج کی بات ہے۔ حقیقت میں نہ کسی کا باپ زندہ ہوا تھا، نہ بیل زندہ ہوا تھا، بس دجال لوگوں کے سامنے ایک کرتب دکھا رہا تھا، یہاں بھی ساحروں کا ایک کرتب اور شعبدہ ہے۔ آگے قرآن مجید میں ہے: ''فاوجس فی نفسہ خیفۃ'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں ایک ڈر محسوس کیا۔

ڈر یہاں آپ کو یہ لاحق ہوا کہ یہ لوگ جو اپنی رسیاں جادو کے ذریعے سے سانپ بنا کر دکھلا رہے ہیں اور میرا معجزہ بھی ایک سانپ کی شکل میں ظاہر ہوگا، چلو وہ بہت بڑا سانپ بن جائے گا، لیکن اس صورت میں حق اور باطل میں التباس ہونے کا شبہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو ہوا کہ کہیں دیکھنے والے ایک ہی بات نہ سمجھ لیں کہ جادوگروں نے بھی سانپ بنائے اور یہ موسیٰ علیہ السلام بھی اپنے عصا کا سانپ بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر اور ان جادوگروں میں کیا فرق رہے گا، یہ واقعی بڑی ڈر کی بات اور پریشانی کی چیز تھی تو حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ مطمئن کیا اور فرمایا: ''قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ'' ہم نے کہہ دیا مت ڈرو تم ہی غالب آؤ گے اور تم ہی برتر رہو گے، اب اس سے ہمیں قانون ہاتھ میں آگیا کہ اگر حق اور باطل صورت و شکل ایک ہی اختیار کرکے بھی سامنے آجائیں، پوری پوری مشابہت بھی نظر آنے والوں کے سامنے آجائے لیکن اے ایمان والو! تم مت ڈرو اس ظاہری اور صورتی مشابہت اور مشاکلت سے بھی، کیونکہ حق اور باطل میں کبھی التباس نہیں ہوسکتا۔ حق غالب آکر رہے گا اور باطل مٹ کر رہے گا تو بھائی سچی نبوت کے سامنے جھوٹی نبوت کیسے چل سکتی ہے اور یہ بات انسان کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ آخر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو آتے رہے، ان آنے والے پیغمبروں نے خاتم الانبیاء کی بشارت سنائی بشارت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام کتابوں اور بائبل میں موجود ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے بعد آنے والے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت فرمائی: ''ومبشرا برسول یاتی

من بعدی اسمه احمد "... کہ میں بشارت سنانے کے لئے آیا ہوں، اپنے بعد آنے والے رسول کی، جس کا نام نامی اسم گرامی احمد ہوگا... اب اگر اس مرحلے پر ایک سوال دل میں پیدا ہو تو اس کا جواب سن لیجئے کہ انبیاء سابقین تو بشارت سناتے رہے ہیں، اس آنے والے نبی کی: "واذ اخذ الله میثاق النبیین "اس آیت کے اندر بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے لئے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح سے اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا تھا، لیکن کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی آنے والے نبی کے متعلق کچھ فرمایا ہے، یہ بھی تجسس ہونا چاہئے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی بشارت سناتے رہے کہ ایک نبی آخرالزمان آئے گا، مگر نبی آخرالزمان نے آنے والے کے متعلق کچھ فرمایا ہے یا نہیں، مگر آنے والوں کے متعلق آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد آنے والے: "ثلثون کذابون دجالون "... تیس کذاب ودجال میرے بعد آئیں گے: "کلهم یزعم انه نبی الله "ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا پیغمبر ہے: "وانا خاتم النبیین، لا نبی بعدی "مگر میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، یہ اٹھانا ہے، ہمیں اور آپ کو اس سلسلے میں ہلچل کی ضرورت ہے، اس بات کو پھیلاؤ اور اتنا پھیلاؤ کہ اس کے لئے ایک راستہ ہموار ہوجائے، آپ بخوبی اس بات کو اس اسٹیج سے سن چکے ہیں کہ ہم نے ایک وقت نظام مصطفیٰ کے لئے بڑی کوشش جدوجہد اور قربانیاں دیں، ان قربانیوں کے سامنے ایک میدان نکلا، ابھی تک اس میدان پر عمارت قائم نہیں ہوسکی لیکن میدان تو بن گیا، سامنے طاغوتی طاقتیں تھیں ان کا قلع قمع تو ہوا اسی طریقے پر یہ بات ہے کہ سب سے پہلے مرحلے پر یہ کام کرنا چاہئے، دوسرا ہمیں یہ کام کرنا ہے کہ ان کے وہ تمام لٹریچر اور پرچے جس میں یہ لوگ اسلام کے عنوان سے اپنی غلط باتوں کی ترجمانی اور ترویج کررہے ہیں، ان کو خلاف ضابطہ حکومت پاکستان قرار دے کر ان کے اوپر عملی قدم اٹھانا چاہئے، اس لئے کہ کوئی جماعت جب کہ قانون حکومت کی رو سے اسلام سے خارج ہوچکی وہ دعویٰ کرے کہ یہ ہمارا پیش کردہ کفر اسلام ہے، ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو ان کو اسلام کی ترجمانی کا کوئی حق نہیں ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ آپ تمام سامعین اس بات سے متفق ہیں سب نے کہا جی ہاں ضرور بالضرور متفق ہیں۔ قادیانی اگر یہ کہتے ہیں کہ قادیانیت کی یہ چیزیں ہیں۔ قادیانیت کے یہ امور ہیں، وہ صرف قادیانی عنوان (اسلام کے عنوان سے نہیں) بے شک اپنے پرچوں میں اپنی تقاریر میں بیان کریں، لیکن اگر کوئی قادیانی یوں کہے کہ میں مسلمان ہوں، قادیانی یہ لکھے کہ یہ اسلام کی چیز ہے وہ خلاف ضابطہ اور قابل گرفت جرم ہے اور یہ جرم اسلام کا ہے ہی اور محمدی بارگاہ میں جرم تو ہے ہی۔ مگر ساتھ ساتھ یہ حکومت کی عدالت اور قانون ملکی کے لحاظ سے بھی جرم ہے مجھے کوئی قانون دان سمجھائے کہ یہ جرم نہیں ہے؟ میں سارے ملکوں کے قانون دانوں کو اس بات پر دعوت سخن دیتا ہوں، ایک قانون حکومت نے جاری کردیا، کیا حکومت کی بغاوت حکومت میں برداشت کی جاسکتی ہے؟ حکومت نے ایک فیصلہ کیا ہے، حکومت نے ایک آرڈر جاری کردیا ہے، اس فیصلے کے خلاف علی الرغم کوئی جماعت یہ کہتی ہے کہ ہم مسلمان ہیں، ہمارے مذہب میں یہ چیزیں اسلامی ہیں، وہ اسلام کا لیبل لگاتے ہیں تو یہ حکومت کی بغاوت ہے اور حکومت کو یہ بغاوت برداشت نہیں کرنی چاہئے، اس لئے آپ کو دوسرا عملی قدم اٹھانا ہے اور تیسرا عملی قدم یہ اٹھانا ہے کہ ان کے ساتھ میل جول تعلقات اور ان کی چیزوں کی خرید وفروخت قطعاً بند کردی جائے اور اس کے لئے تنظیمی طور پر خوب کام کرنا چاہئے تاکہ اس نہج پر کام کرکے اس کے نتائج حاصل کئے جاسکیں۔

یہاں کا قادیانی عرب کا اسرائیل ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اسرائیل کی حکومت کو پاکستان نے تسلیم نہیں کیا ہے، لیکن عجیب بات ہے کہ قادیانیوں کے دفتر ان کے مراکز ان کی جماعتیں وہاں کام کریں اور پھر حکومت اس پر خاموشی سے بیٹھی رہے یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ ان نکات کو بطور تحریک کے لے کر اٹھنے کی ضرورت ہے اور اس تحریک کو قانونی شکل دینے کے لئے اجتماعی قوت کی ضرورت ہے تو انشاء اللہ کامیابی نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی توفیق اور ہدایت سے سرفراز فرمائے۔☆☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

دمشق کی جامع مسجد

شاہ مصباح الدین شکیل

اسلام میں مجسمہ سازی، مصوری اور موسیقی کی ممانعت ہے،اس لئے فنون لطیفہ کے تعلق سے مسلمانوں کی کوششوں کا تمام تر رخ تعمیرات کی طرف پھر گیا۔

یوں تو اسلامی تعمیرات سے مراد وہ ساری عمارتیں ہیں جو مسلمانوں نے بنوائی۔ان میں محلات، مقبرے، باغات، حوض وغیرہ شامل ہیں، لیکن فنی اور تاریخی حیثیت سے اہمیت مسجدوں ہی کو حاصل ہے۔

کسی قوم کا فن تعمیر اس کے ضابطۂ حیات کے مطابق ہوتا ہے۔اسلامی فن تعمیر میں مسلمانوں کے ایمان اور اعتقادات کی پوری جھلک نمایاں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اور تہذیب کو مسلمانوں کی میراث قرار دیا ہے اور حکم ہے کہ جہاں سے بھی ملے انہیں حاصل کرلو۔فن تعمیر کے اصولوں کو برتنے میں مسلمانوں نے اس تعلیم کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔ اسلام کی بنیاد صاف، سچے اور بے میل عقیدے پر ہے۔اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور بڑائی کا تصور سب پر حاوی ہے۔ ساری زمین اللہ کی ہے اور انسان اس زمین پر اس کا نائب ہے، اسی لئے مسلمانوں میں نہ کوئی نسلی تعصب ہے اور نہ کسی خطہ زمین سے بیر، سارے تصورات عرب، عراق، شام، ایران، اسپین سے لے کر برصغیر پاک وہند میں بنائی ہوئی عمارتوں میں قدر مشترک ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ میں سن ہجری وہ یادگار زمانہ ہے، جب اسلامی تعمیر کاری کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور مسجد نبوی کی مدینہ میں تعمیر ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسجد کا نقشہ بنایا اور خود بنفس نفیس اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔

چوکور نقشہ پر مسجد نبوی بنائی گئی، اس کا ہر ضلع ایک سو ذرع لمبا تھا، ذرع ہمارے آدھے گز کے برابر ہوتا ہے۔ بنیاد میں پتھر دیا گیا، دیواروں میں تقریباً ساڑھے چار فٹ تک پتھر اور اس سے اوپر اینٹ لگائی گئی کھجور کے درخت کے تنوں سے ستون کا کام لیا گیا اور اسی کے پتوں سے چھت ڈالی گئی۔

اسلامی فن تعمیر کی جو داغ بیل معمار حرم کے ہاتھوں پڑی، اس میں ہندسی ترتیب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے دیواریں سیدھی اور ترتیب و توازن کے ساتھ تعمیر کی گئیں۔ مسجد وسیع بنائی گئی اور صحن بہت کشادہ چھوڑا گیا، روشنی اور ہوا کے لئے معقول انتظام رکھا گیا۔

یہ سب باتیں اسلامی اعتقادات کے عین مطابق ہیں، دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں میں اندھیرے یا روشنی کے مصنوعی انتظام سے پُر اسرار کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ بات مسلمانوں کے سچے اور سیدھے عقیدے کے خلاف ہے۔

مسلمانوں نے جب بھی کوئی نیا شہر فتح کیا تو سب سے پہلے اپنے نبی کی سنت میں مسجد کی تعمیر کی تاکہ اللہ کی بارگاہ میں رکوع وسجود کے لئے ایک مرکزی مقام ہو اور اس کی تعمیر میں مسجد نبوی کے اصول تعمیر پیش نظر رکھے۔ مسلمانوں نے ۱۴ہجری میں حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کی سپہ سالاری میں دمشق کو فتح کیا تو سب سے پہلے اللہ کے گھر کی تعمیر کا خیال آیا۔

عب کے باہر رومیوں کے علاقہ شام میں بنائی جانے والی ابتدائی مساجد میں سے ایک ہے۔ دمشق ملک شام کا قلب ہے، یہی بات اس مسجد کی عظمت کے اظہار کے لئے کافی ہے۔

یہ مسجد دمشق کے مشرقی حصہ میں تعمیر کی گئی چونکہ اسی رُخ سے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ شہر فتح کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے۔ مسجد کی تعمیر میں انہیں اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا جو مسجد نبوی سے متعلق ہیں، ایک مرکزی مقام جہاں سکون قلب کے ساتھ رب العالمین کی عبادت ہو، ساتھ ہی ان کی رومیوں کے مقابلے میں عظیم الشان فتح کی یادگار جس میں ہزاروں مسلمان شہیدوں نے اپنے جان وتن کا نذرانہ پیش کیا۔ مسلمانوں کی عظمت اللہ کے گھر سے وابستہ ہے اور یہی بات جامع مسجد دمشق کی تعمیر کا باعث ہے۔

فتح کے بعد مسلمانوں کی دلی خواہش تھی کہ مقامی رومن عبادت گاہوں کے مقابلے میں یہ مسجد زیادہ پُر شکوہ وسیع اور باعظمت تعمیر ہو۔ ان جذبات کے پیش نظر حضرت خالد بن ولیدؓ نے رومی شہنشاہ کو لکھا کہ باکمال آرکیٹیکٹ، انجینئر اور معمار روانہ کریں تاکہ تعمیر کے کام میں ان سے مدد لی جائے، نیز ضروری تعمیری اشیاء کا بھی انتظام کریں جس کی اس نے تعمیل کی۔

یہ جامع مسجد ایک ایسے شہر میں تعمیر ہو رہی تھی جہاں بڑے بڑے کلیسا اور عالی شان رومی مندر تھے

مسلمانوں کے لئے بھی ضروری تھا کہ ان کی جامع مسجد بھی اسی طرح پُرشکوہ اور باعظمت ہو۔

اسلام کے ہمہ گیر نقطۂ نظر اور ہر اچھی چیز کو اپنانے کی خواہش نے یہاں بھی میدان جیت لیا۔ معاشی اور سیاسی حالات کے پیش نظر انہوں نے مفتوحہ رومی قوم کے بازنطینی طرزِ تعمیر سے بھی استفادہ کیا۔ مسجد نبوی کی ہندسی ترتیب کو برقرار رکھا اور سادگی میں شان جمال وجلال پیدا کرنے کی کوشش کی۔

اس مسجد کی تعمیر میں آٹھ سال کا طویل عرصہ لگا، مناسب رقم خرچ کی گئی تکمیل کے بعد اس کی خوبصورتی اور نکھر آئی۔ ایک سرسری نظر ہی دامنِ دل کو کھینچنے لگی۔ وسیع اور کشادہ مسجد مسلمانوں کے ہمہ گیر نظریۂ حیات کی ترجمان بن گئی۔ دیکھنے والی نظر یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ مسلمانوں کا فن تعمیر جلال و جمال کا حسین امتزاج ہے اور اس فن میں ان کی مہارت بڑھتی جارہی ہے۔

یہ پہلی مسجد ہے جس میں ''مزائیک'' کا بڑی حسن کاری کے ساتھ استعمال ہوا ہے فرش پر جانماز کا نقشہ بڑا ہی دلکش اور دل موہنے والا ہے۔ اسلامی فن تعمیر کی یہ اولین اور عظیم یادگار آج بھی اپنے دلکش رنگوں اور سادگی تعمیر کے ساتھ باقی ہے۔ اس کا جمال وجلال ابھی دست بردِ زمانہ سے محفوظ ہے۔

اسلامی آرٹ اور فن تعمیر کی یادگاروں میں دمشق کی اس جامع مسجد کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ اس کی اہمیت مسلّم ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ یہ طرزِ تعمیر شام ہی تک محدود نہیں رہا، بلکہ دور دراز کے ممالک غزنی، ترکی اور انڈونیشیا میں بھی اپنایا گیا۔

شام کو مرکزی شہر میں ۱۴ ہجری میں عالم اسلام کا دارالخلافہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ جیسے جیسے دن گزرتے گئے، موجودہ جامع مسجد مصلیوں کے لئے ناکافی ثابت ہونے لگی، جب ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوئے تو چند ماہ بعد ہی ۸۷ ہجری میں دمشق کی جامع مسجد کی ازسرِنو تعمیر شروع کی گئی جو آگے چل کر اموی دور کا عظیم الشان تعمیری کارنامہ ثابت ہوا۔

اس کی دوبارہ تعمیر پر بے دریغ دولت صرف کی گئی۔ نقد کے حساب سے ۵۶ لاکھ اشرفی کا اندازہ ہے جو ملک شام کے ساتھ برس کے خراج کے برابر ہے۔ تعمیر کے لئے ہندوستان، فارس اور روم کے ماہر کاریگر بلائے گئے۔ تعمیر کا سامان بھی مختلف ممالک سے منگوایا گیا۔ صرف جزیرۂ قبرص سے ۱۸ جہازوں پر سونا اور چاندی لگائی گئی۔ قیصر روم نے منبت کاری کا سامان بھیجا، سنگِ مرمر اور سنگِ سماق کے بعض ستون کئی کئی سو اشرفیوں میں خریدے گئے۔

بارہ ہزار مزدور روزانہ کام کرتے تھے، پورے آٹھ سال کی لگاتار محنت کے بعد جامع مسجد تیار ہوئی پوری عمارت سنگ مرمر کی تعمیر تھی، جس میں مختلف رنگ کے پتھروں سے بوقلمونی پیدا کی گئی، در و دیوار پر طلائی اور مختلف رنگوں کی منبت کاری تھی۔ دیواروں پر پچی کاری کے نقش و نگار نزاکت اور نفاست کے بہترین نمونے ہیں، انہیں دیکھ کر معماروں کی فن کارانہ عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

خلیفہ الولید نے مسجد کے احاطے کے اندرونی حصے کو کم کرکے اسے مربع کی بجائے مستطیل شکل دے دی، اس نے مشرق اور مغرب کی طرف لمبے لمبے کمرے بنائے، ان کے مشرق اور مغربی دروازوں کے سامنے ایک کمانچہ تھا، اس کے بعد مسجد کا چھت والا حصہ تعمیر کیا گیا، اس حصے کے تین دالان میں جو جنوبی حصے کے متوازی تھا، اس کی اونچائی آٹھ میٹر سے زائد تھی۔

محرابی دالان کے دو طبقے ہیں یعنی نیچے کی بڑی محرابیں دس میٹر اونچی ہیں اور بالائی طبقے میں نیچے کی ایک ایک محراب کے اوپر دو چھوٹی چھوٹی محرابیں تقریباً پانچ میٹر اونچی بنائی گئی ہیں۔ محرابوں میں تناسب کے ساتھ بیش قیمت جواہرات جڑے ہوئے تھے، چھت منقش ساج کی تھی جس پر سیسے کی چادر چڑھی ہوئی تھی۔ صحن کے تین اطراف پیش دالانوں کی چھتیں اندر کی طرف خفیف ڈھلان رکھتی ہیں، درمیانی حصے کے اوپر ایک وہی گنبد تھا، یہ بہت بلند اور خوبصورت نظر آتا تھا۔

اندرونی تزئین و آرائش میں نیچے سنگ مرمر کے چوکے ان کے اوپر ایک طلائی کرسہ یا انگوری برگ و بار کے نقوش کی پٹی جو شروع سے آخر تک چلی جاتی تھی اور اس کے اوپر چھت پر نگینہ کاری کی گئی تھی۔

خارجی تزئین و آرائش و زیبائش کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ صرف چھ سو قندیلیں سونے کی زنجیروں میں آویزاں تھیں یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ مسجد سر سے پاؤں تک سونے چاندی اور جواہرات سے آراستہ تھی۔ غرض عظمت و شان، آرائش و زیبائش کے لحاظ سے اس مسجد کا شمار اموی دور کے عجائبات میں ہوتا تھا۔

دور دور سے لوگ اسے دیکھنے کے لئے آتے تھے، مورخوں نے دنیا کی بڑی اور خوبصورت عمارتوں میں اس کا پانچواں نمبر شمار کیا ہے اور اس کے عجائب و نوادر کی بڑی تفصیل لکھی ہے۔

جب ۹۹ ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے اسے بے جا صرف سمجھا کر سونے، چاندی اور جواہرات کو بیت المال میں داخل کرنے کا ارادہ کیا۔ اتفاق سے ان ہی دنوں روم کے قاصد دمشق جامع مسجد کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ ہم سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کا عروج چندروزہ ہے لیکن اس عمارت کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ مسلمان ایک زندہ رہنے والی قوم ہے۔ ان کے ان تاثرات کو سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنا ارادہ ترک کردیا۔

(بشکریہ ماہنامہ سیمائی کراچی، دسمبر ۲۰۱۲ء)

اخلاص.... اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

مولانا مدثر جمال تونسوی

انسانیت کی پیدائش کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی ''عبادت'' ہے اور عبادت میں جان ''اخلاص'' سے پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔'' (الانعام:۱۶۲)

''اے نبی، کہہ دیجئے! بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لئے ہی ہے جو سارے جہانوں کا پالن ہار ہے۔''

چنانچہ اخلاص تمام اعمال کی روح ہے اور وہ عمل جس میں اخلاص نہ ہو اس جسم کی مانند ہے جس میں روح نہ ہو، گویا اخلاص عبادات و اعمال میں روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر انسان کا بنیادی مطمح نظر یہی ہونا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کی رضا کو حاصل کرے اور جنت کا دخول انہیں نصیب ہو، اس مقصد کے لئے اخلاص کا ہونا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال کا حسن معتبر ہے نہ کہ محض کثرت، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لیبلوکم ایکم احسن عملاً۔'' (الملک:۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعمال کے حسن کو جانچنے کا تذکرہ کیا ہے، کثرت کا نہیں، چنانچہ اعمال کی قبولیت اور اس پر اجر و ثواب کے حصول کے لئے اس میں روحانیت و اخلاص اور کیفیت کا اعتبار ہے نہ کہ محض تعداد یا قلت و کثرت کا۔ حضرات مفسرین نے آیت کے لفظ ''احسن عملاً'' کا یہی مطلب بیان کیا ہے کہ اس سے وہ عمل مراد ہے جو اخلاص پر مبنی ہو اور شریعت کے مطابق ہو۔ اس آیت کے پیش نظر علماء محققین نے اعمال صالحہ کی قبولیت کے لئے دو شرطیں ذکر کی ہیں:

(۱) اخلاص یعنی وہ عمل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کیا جائے۔

(۲) اتباع سنت یعنی وہ عمل قرآن وسنت کی تعلیمات کے موافق ہو، بدعت یا کسی اور طرح سے خلاف شرع نہ ہو۔

ایک حدیث میں خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان اللہ یحب العبد التقی الغنی الخفی۔'' (مسلم)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ متقی، مخلوق سے مستغنی اور اخفا پسند بندے کو پسند فرماتے ہیں۔''

اس حدیث میں تین صفات والے بندے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب قرار دیا ہے:

(۱) تقی: وہ بندہ جو ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہو اور اس کی معصیت سے بچتا ہو۔

(۲) غنی: وہ بندہ جو لوگوں کے مال و جاہ سے کوئی غرض اور کوئی حرص و مفاد وابستہ نہ رکھتا ہو، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے فقر و حاجت کا اظہار کرتا ہو، وہ مخلوق سے استغناء برتتا ہو اور اللہ کے سامنے خود کو محتاج بنا کر رکھتا ہو۔

(۳) خفی: وہ بندہ جو اپنے نیک اعمال بھی مخلوق کے دکھاوے سے بچنے کے لئے چھپ کر کرتا ہو اور اگر کوئی گناہ صادر ہو جاتا ہو تو اس کو بھی چھپاتا ہو اور اس پر خوب توبہ و استغفار کرتا ہو، کیونکہ اپنے گناہوں کا بندوں کے سامنے اظہار بھی شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے منقول ہے کہ اخلاص سے خالی عمل کرنے والے شخص سے کہہ دو کہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو نہ تھکائے، کیونکہ بغیر اخلاص کے عمل کرنے والے کی مثال اس مسافر کی سی ہے جو اپنے زادِ راہ کی جگہ مٹی سے اپنی چادر بھر رہا ہو، کیونکہ اس طرح وہ خود کو فضول کام میں تھکا رہا ہے جس میں اسے کوئی نفع نہیں ہے۔

امام ابن کثیر دمشقیؒ فرماتے ہیں: تم نیت کی درستی اور اس کی حقیقت اچھی طرح سیکھ لو، کیونکہ یہ عمل سے زیادہ طاقتور ہے اور یہ نیت بسا اوقات انسان کو اتنی بلندی تک پہنچا دیتی ہے جہاں تک عمل نہیں پہنچ سکتا۔

بعض اسلاف سے منقول ہے وہ فرماتے تھے: میرا دل یوں چاہتا ہے کہ مجھے اور کوئی مصروفیت نہ ہو تو میں لوگوں کو صرف نیت کی تعلیم دینا شروع کردوں، کیونکہ بہت سے لوگ اس کی حقیقت نہ جاننے کی وجہ سے اپنے بڑے بڑے عمل ضائع کر بیٹھتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: ہر وہ عمل جسے میں لوگوں کے سامنے ظاہر کردیتا ہوں، اسے اپنے اعمال میں شمار نہیں کرتا، کیونکہ ہم جیسوں سے اس عمل کو اخلاص سے ادا کرنا اور باقی رکھنا مشکل ہے، جسے لوگوں نے دیکھ لیا ہو۔

اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ لوگوں کے دیکھنے کی وجہ سے عمل کو ترک کردیا جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو دکھلانے کی نیت سے نیک عمل نہ کیا جائے، اس طرح اگر ایسے قصد وارادے کے باوجود لوگ وہ عمل دیکھ لیں یا وہ عمل لوگوں پر ظاہر ہوجائے تو یہ چیز اخلاص کے منافی نہیں ہے، بلکہ بعض اوقات لوگوں کو عمل پر ابھارنے کی نیت سے اگر کوئی عمل ظاہر کردیا جائے تو اس میں بھی مزید اجر کی امید ہے۔ انشاء اللہ! پھر یہ بات ان اعمال میں ہے جو اخفا کے ساتھ کرنا افضل ہیں ورنہ جو اعمال ایسے ہیں جو اجتماعی شکل میں کئے جاتے ہیں تو ان کو چھپا کر کرنے کی کوئی وجہ نہیں، مثلاً نماز باجماعت ادا کرنا، جہاد کرنا اور تعلیم و تدریس وغیرہ۔

اب ہم اخلاص کی کچھ مثالیں ذکر کرتے ہیں، ان اعمال کے بارے میں جنہیں انسان بکثرت بجالاتا ہے۔ اولاً تو اپنے ہر نیک عمل میں اپنی نیت کو ٹٹولا جائے اور دیکھا جائے کہ آیا میں وہ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کررہا ہوں یا کوئی اور فاسد غرض اس کا محرک ہے؟ یوں سب سے پہلے اپنی نیت میں اخلاص پیدا کیا جائے۔

وضو میں اخلاص:

وضو ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کو پانچ وقت کی نمازوں میں عام طور سے واسطہ پڑتا ہے، اب وہ عمل پورے اخلاص اور اس بات کو ذہن میں حاضر رکھ کر کیا جائے کہ یہ عمل میرے لئے اجر وثواب کا باعث ہے اور میں اسے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کررہا ہوں۔

اذان کا جواب دینے میں اخلاص: اسی طرح پانچ وقتہ اذانوں کا جواب دینا بھی عظیم اجر وثواب کا باعث ہے اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام محمود کی دعا جس پر حدیث میں بہت بڑی سعادت کے حصول کی خوشخبری دی گئی ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کی ہولناکیوں میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی تو ایسے بلند پایہ عمل سے ہر مسلمان کو دن میں پانچ مرتبہ سابقہ پڑتا ہے اس میں اگر اخلاص والی روح پیدا کرلی جائے اور اس بات کو ذہن میں تازہ رکھا جائے تو خود اندازہ ہوجائے گا کہ یہ کتنی بڑی رحمت کا دروازہ اس کے لئے کھل گیا ہے۔

اسی طرح نماز میں اخلاص، روزوں میں اخلاص، زکوٰۃ و صدقات میں اخلاص، توبہ میں اخلاص، اللہ تعالیٰ کی خشیت سے رونے اور گریہ و زاری کرنے میں اخلاص، باپردہ عورت کے لئے پردہ کرنے میں اخلاص یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اتباع شریعت کی نیت کرنا ضروری ہے ورنہ تو وہ محض ایک معاشرتی رسم بن کر رہ جائے گا۔ اس حوالے سے بعض احادیث کا ملاحظہ کرلینا ضروری ہے۔ مثلاً صدقات کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”(وہ اشخاص جن کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں رہنے کا اعزاز عطا فرمائیں گے ان میں ایک وہ) آدمی ہوگا جس نے صدقہ اس خفیہ انداز سے کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے؟ اسی طرح اسی حدیث میں ایک اس شخص کا تذکرہ بھی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کا ذکر کیا اور اس کے خوف وخشیت سے وہ رونے اور گریہ وزاری کرنے لگا تو اسے بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔“ (بخاری شریف)

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی مسند میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث منقول ہے کہ جس شخص نے ”لا الٰہ الا اللہ“ اخلاص قلب سے کہا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (المناقب للکردری)

الغرض اس موضوع پر بہت سی احادیث ہیں، ان سب کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے:

”اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ۔“ (الزمر:۲)

ترجمہ: ”(اے نبی) ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے، پس آپ اللہ کی عبادت کیجئے، اس عبادت کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے۔“

قرآن وسنت میں اخلاص سے کی گئی عبادات اور نیک اعمال پر دنیا وآخرت میں مفید ثمرات وفوائد کی خوشخبری دی گئی ہے، ان سب کی تفصیل اس مختصر تحریر میں دشوار ہے، چند فوائد کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

(۱) اخلاص سے ہونے والے اعمال، خاص جہاد وقتال فی سبیل اللہ پر اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد ونصرت فرماتے ہیں۔

(۲) آخرت میں مخلصین کو بلند وبالا درجات نصیب ہوں گے۔

(۳) دنیا میں مخلصین کو گمراہی سے بچالیا جاتا ہے۔

(۴) مخلص عبادت گزار کے نور ہدایت میں بڑھوتری ہوتی رہتی ہے اور اس کا ظاہر وباطن نور ہدایت سے روشن ہوجاتا ہے۔

(۵) زمین وآسمان کی مخلوق اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بندے سے محبت رکھتی ہے۔

(۶) دنیاوی مصائب میں ان کے لئے آسانی کی راہ پیدا کردی جاتی ہے۔

(۷) دل کو اطمینان وسکون نصیب ہوتا ہے۔

(۸) مخلصین کی پاکیزہ صحبت اس کو میسر آتی ہے۔

(۹) مصائب دنیوی جس قدر بھی شدید ہوجائیں ان پر صبر کی توفیق مل جاتی ہے۔

(۱۰) حسن خاتمہ کی عظیم تر نعمت سے وہ شاد کام ہوتا ہے۔

(۱۱) قبر کی تنہائی اور وحشت میں اس کو انسیت اور انعامات ربانی سے سرور وفرحت پہنچتی ہے۔

(۱۲) اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یوں وہ مستجاب الدعوات بن کر اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں شامل ہوجاتا ہے۔

اخلاص کے موضوع پر یہ ایک مختصر تحریر ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اخلاص کی حقیقت اور اس کا نور نصیب فرمائے، ہمیں اپنے مخلص بندوں کی جماعت میں شامل فرمائے اور اپنی رضا والی موت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں

کراچی (رپورٹ: ابراہیم حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کراچی کی طرف سے اسکول کے پرنسپل حضرات کا اجلاس بلایا گیا تھا۔ جس میں اکثر اسکولز کی طرف سے بھرپور شرکت کی گئی، میٹروول، مومن آباد اور فقیر کالونی کے تیس اسکولوں کے نمائندگان نے اجلاس میں اپنی حاضری یقینی بنائی۔ دعوت نامہ کی عبارت تھی ["امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے اور تعلیمی میدان میں نسل نو کی بہترین خطوط پر تعمیر میں مصروف ہوں گے۔ دعا ہے کہ رب کریم آپ کو ہم سب کے لیے باعث فخر بنائے رکھے۔ آمین۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے وطن عزیز پاکستان خصوصاً عروس البلاد کراچی میں لادین عناصر کی سرگرمیاں آئے روز بڑھ رہی ہیں۔ ان کے سدباب اور روک تھام کے لیے کیا ہم نے اپنی ذمہ داری نبھائی ہے، اس بارے میں گفتار کے ساتھ ساتھ کبھی کردار سے بھی کام لیا ہے!!؟ اسی اہم مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ نے "حالات حاضرہ اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان سے ایک مجلس کا اہتمام کیا ہے۔ امید واثق ہے آپ اپنا فرض نبھانے اور مستقبل کے معماروں کا مستقبل سنوارنے کے لیے تشریف لائیں گے۔"] اجلاس کی میزبانی کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کے نائب امیر مفتی عبدالجبار کے صاحبزادے حافظ محمد انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے آنے والے مہمانوں کا تعارف کرانے کے بعد اجلاس کے انعقاد کا مقصد بتایا۔ انہوں نے کہا کہ معاشرے میں اسکول کی اہمیت کسی پر مخفی نہیں، بچوں کا ذہن صاف سلیٹ کی طرح ہوتا ہے اس پر جو بھی لکھا جائے وہ پتھر پر لکیر کی مانند ہمیشہ رقم رہتا ہے، بچوں کی ابتدائی تعلیم کے انتظامات یہی ہوتے ہیں، اگر ہم اخلاص سے ان کی تربیت کریں تو بعید نہیں وہ دین وملت کے لیے سرمایۂ فخر ثابت ہوں۔ تمہیدی کلمات کے بعد تقریب کے باقاعدہ آغاز کے لیے حافظ محمد ابراہیم کو تلاوت کلام پاک کی دعوت دی گئی۔ اس کے بعد اورنگی ٹاؤن مومن آباد سے تشریف لانے والے غفوریہ مسجد مومن آباد کے امام وخطیب مولانا آزاد عالم کو گفتگو کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے پرنسپل حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں بھی آپ کا بچھڑا ہوا ہوں کراچی یونیورسٹی کا طالب علم رہ چکا ہوں۔ یقیناً آپ بڑے اہم شعبے سے منسلک ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی اہمیت کو پہچانے، تب ہی ہم اخلاص سے نونہالان وطن کی تعمیر بطریق احسن کرسکیں گے۔" مولانا آزاد عالم کے مختصر بیان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلدیہ ٹاؤن کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحی تقریر کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے ابتدائی کلمات کے بعد کہا "علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے جب عالم کفر عروج پر ہو تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس نے اسلام کے سنہری اصولوں کو اپنا رکھا ہے، اور اگر دوسری طرف مسلمان زوال کی راہ پر گامزن ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ انہوں نے کفریہ طور طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ آپ ذرا غور کیجیے آج مسلمان ہر میدان میں کافر سے پیچھے ہیں، خواہ وہ علمی میدان ہو یا جنگی، معاشی میدان ہو یا صحافتی ہر جگہ مسلمان پیچھے ہیں، کفار کی پیروی میں فخر محسوس کرتے ہیں۔" مولانا عبدالحی نے مزید کہا "ہمیں اپنے اسکولوں میں پانچ باتوں کو اختیار کرنا چاہیے۔ نمبر ایک: اپنے اسکول میں کسی قادیانی ٹیچر کو ہرگز مسند تدریس نہ سونپا جائے، قادیانی اسٹوڈنٹس پر کڑی نظر رکھی جائے۔ نمبر دو: ہر اسکول میں ایک عالم استاذ کا ہونا ضروری ہیں جس سے رہنمائی لی جائے۔ نمبر تین: مہینے میں ایک دن اہم موضوع پر کسی معروف عالم دین کا درس رکھا جائے۔ نمبر چار: نصاب میں دینی کتب کو اہمیت دی جائے۔ نمبر پانچ: کوئز پروگرام وقتاً فوقتاً منعقد کیے جائیں۔ مولانا عبدالحی کی تمام باتوں سے جملہ حاضرین نے اتفاق کا اظہار کیا۔ بعض پرنسپل حضرات نے مختلف سوالات کیے جن کے مولانا عبدالحی نے تسلی بخش جوابات دیے۔ اجلاس اشتیاق لالا کے گھر میں تھا جہاں طعام کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ اجلاس کے اختتام پر مولانا عبدالحی نے منتظمین مفتی مشتاق، مفتی فیض ربانی، مولانا انعام الحق، مولانا محمد ابراہیم اور حافظ محمد کو کامیاب اجلاس منعقد کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ اشتیاق لالا، مفتی اسرار، حافظ عبدالباسط اور محمد یاسر کا تعاون کرنے پر بھرپور شکریہ ادا کیا۔

تاجروں کے فضائل وآداب!

خالد فیصل ندوی

"یُسَبِّحُ لَهٗ فِیۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ O رِجَالٌ لَّا تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیۡتَآءِ الزَّکٰوةِ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ O لِیَجۡزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَیَزِیۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ وَاللّٰهُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ O" (النور:۳۵تا۳۷)

ترجمہ: "ان گھروں میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح ایسے لوگ کرتے ہیں، جن کو کاروبار اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد، نماز کے اہتمام اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتے، وہ ایک ایسے دن سے ڈرتے ہیں، جس دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہوجائیں گی (اس نیک ارادہ و مقصد سے) کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے اور ان کو اپنے فضل سے مزید نوازے، اللہ تعالیٰ جسے چاہیں بے شمار روزی دیتے ہیں۔"

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کے خالق اور رازق ہیں اور انسانوں کی معاشی ضروریات پوری کرنے کے کفیل و ضامن ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی سارے جہانوں اور تمام انسانوں کے پالن ہار ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ عنکبوت میں نہایت ہی واضح اور جامع انداز میں ارشاد فرمایا:

"اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے، ان سب کو اور تم سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتے ہیں، وہ بڑا ہی سننے اور جاننے والے ہیں۔" (عنکبوت:۶۰)

اور رزق رسانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بہت سارے وسائل و ذرائع (زراعت، تجارت، صناعت، اجرت و ملازمت وغیرہ) فراہم فرمادی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور اس زمین میں ہم نے تمہارے لئے (بے شمار) اسباب معاش مہیا کردی ہے۔" (اعراف:۱۰)

اللہ تعالیٰ نے ان اسباب معاش کی تفصیل سورۂ انعام کی دو آیات (انعام:۱۴۱،۱۴۲) میں بیان کی ہے اور یہ واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زرعی و حیوانی رزق رسانی کا بلیغ ترین انتظام فرمایا ہے: سورۂ ق:۹/۱۱، سورۂ رحمٰن:۹/۱۱، سورۂ زخرف: ۳۲، میں مزید تفصیل یہ ہے کہ قسم قسم کے باغات، موسم کے مختلف غلہ و میوہ جات اور بہت سے پھل دار درخت بہترین ذریعہ معاش ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی حقیقی رازق ہیں، حکیم و دانا ہیں اور ذرائع معاش کے بہترین نظم کرنے والے ہیں اور ہر ایک مخلوق کو اس کی ضرورت اور اپنی حکمت بالغہ کے مطابق رزق بہم پہنچانے والے ہیں۔

تجارت کی اہمیت:

ان اسباب و ذرائع معاش (زراعت و باغبانی، صنعت و حرفت اور تجارت و کاروبار وغیرہ) میں سے قابل ذکر ذریعہ معاش تجارت ہے، یہ پیشہ بہت ہی قابل قدر و عظمت اور بڑی فضیلت و مرتبہ والا ہے، بعض اکابرین امت کے نزدیک تجارت کا درجہ تمام پیشوں میں اول اور افضل ہے، چنانچہ صاحب اعانۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"اسباب معاش میں سب سے زیادہ فضیلت والا پیشہ زراعت پھر تجارت ہے، لیکن ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ تجارت سب سے زیادہ فضیلت والا پیشہ ہے۔" (اعانۃ الطالبین)

اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے بھی: "یا ایها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم۔" کی تفسیر کے ذیل میں جہاد کے بعد تجارت کو ہی سب سے زیادہ بہتر اور سب سے زیادہ قابل ترجیح پیشہ قرار دیا ہے کہ:

"سب سے بہتر کسب و کمائی جہاد ہے، اس کے بعد تجارت کا درجہ ہے، خاص طور پر وہ تجارت جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں مسلمانوں کی ضروریات خاص کی چیزوں کو لانے اور لے جانے کا ذریعہ ہو، اس قسم کی تجارت کرنے والا شخص اگر حصول منفعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی خدمت اور ان کی حاجت روائی کی نیت بھی رکھے تو اس کی تجارت عبادت کی بھی صورت بن جائے گی۔"

قرآن و حدیث میں بھی تجارت کی بڑی فضیلت و عظمت اور تاکید و ترغیب بیان ہوئی ہے،

قرآن کریم نے متعدد آیات: بقرہ:۱۶۸، جمعہ:۱۰، عنکبوت:۱۷، قصص:۷۷، جاثیہ:۱۲، مزمل:۲۰، تجارت کے ذریعہ حاصل ہونے والے مالی فائدوں کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دے کر تجارت کا پیشہ اختیار کرنے کی بڑی ترغیب و تاکید کی ہے، ایک آیت کریمہ میں تجارت کے لئے سفر کو نماز تہجد میں تلاوت کی تخفیف کا سبب قرار دیا گیا ہے۔
(سورۂ مزمل:۲۰)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی تجارت کی بڑی قدر و منزلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ تجارت سب سے عمدہ ذریعہ معاش ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''سب سے عمدہ و پاکیزہ پیشہ (اسلامی اصول و آداب کے مطابق تجارت کرنے والوں کا پیشہ ہے۔'' (کنز العمال)

نیز ایک دوسری حدیث میں تجارت کو قربت الٰہی کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص مسلمانوں کے کسی شہر میں غلہ لے کر آیا اور اس دن کے بھاؤ کے مطابق اس غلہ کو بیچا تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا۔''

اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے لئے بال بچوں اور ماتحتوں کے لئے بقدر ضرورت، حلال و جائز ذریعہ سے مال کمانے کو آخرت میں سرخروئی اور کامیابی کا باعث قرار دیا گیا ہے، حدیث شریف کے مبارک الفاظ یہ ہیں کہ: ''جو رزق حلال کمائی سے حاصل کرے تاکہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچے، بیوی بچوں کے لئے مشقت اٹھائے، پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی چاہے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کی چاند کی مانند چمک رہا ہوگا۔'' (بیہقی)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ: ''حلال کمائی کے لئے دوڑ دھوپ کرنا اور تھک کر چور اور نڈھال ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ اعمال ہیں اور یہ محنت و مشقت اللہ تعالیٰ کی مغفرت و بخشش کے ضامن ہیں، آپ کا ارشاد عالی ہے کہ: حلال کمائی کے سلسلہ میں اپنے بندہ کو تھکا ماندہ دیکھنا اللہ تعالیٰ خوب پسند فرماتے ہیں۔'' (فردوس دیلمی)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ''جو بندہ شام کو اپنے ہاتھ کی کمائی سے تھک کر چور ہو گیا تو اس کی مغفرت و بخشش ہو جاتی ہے۔'' (کنز العمال)

نیز حصول رزق میں سعی و کوشش بعض گناہوں کی معافی و تلافی کا ذریعہ ہے، آپ نے فرمایا ہے کہ: ''بعض گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ صرف رزق حاصل کرنے میں فکر و اہتمام اور سعی و کوشش کرنا ہی ہے۔'' (طبرانی)

اسی طرح ایک نہایت ہی اہم اثر ہے کہ رزق حلال کی طلب میں مشقت و پریشانی اور ذلت و خواری برداشت کرنا دخول جنت کا موجب ہے، حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن ادہمؒ نے بیان کیا ہے کہ: ''رزق حلال کی طلب میں جو ذلت و خواری سے دوچار ہوگا تو جنت میں اس کا داخل ہونا بالکل طے ہے۔''
(اتحاف السادۃ)

یقیناً حلال کی طلب میں مطلوب و محمود اور مستحسن و مستحب ہے، چنانچہ قرآن کریم کی دو سورتوں سورۂ قصص:۷۷، سورۂ جمعہ:۱۰، میں حصول رزق کا صریح حکم موجود ہے اور بہت ساری احادیث مبارکہ میں کسب معاش کی تاکید موجود ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کسب حلال عبادت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ: ''اس نوجوان کا یہ عمل (کسب معاش میں سرگرمی) فی سبیل اللہ ہی ہے۔'' (طبرانی)

یہ حقیقت بھی تسلیم شدہ ہے کہ تجارت تمام ذریعہ معاش میں سب سے زیادہ فضیلت اور ترجیح والا پیشہ ہے، قرآن کریم کی متعدد سورۂ نور:۳۷،۳۸، اسراء:۶۶، نحل:۱۴، جاثیہ:۱۲، مزمل:۲۰ اور حشر:۸ میں تجارت اور اس سے وابستہ افراد کی بڑی تعریف و تحسین کے سیاق میں تجارت کی موثر ترغیب موجود ہے، نیز احادیث مبارکہ میں تجارت کی بڑی تاکید اور موثر ترغیب وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں تجارت کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''تجارت (کا پیشہ) اپناؤ کیونکہ اس میں رزق کا نواں حصہ ہے۔'' (احیاء علوم الدین)

نیز تجارت کا پیشہ تمام پیشوں میں سب سے زیادہ کارآمد اور نفع بخش ذریعہ معاش ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرسل روایت میں منقول ہے کہ: رزق کے نو حصے تجارت میں ہیں اور دسواں حصہ جانوروں (مویشی پروری) میں ہے۔''
(اتحاف السادۃ)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: ''رزق کے بیس دروازے ہیں، اس میں سے انیس دروازے تجارت کے لئے ہیں۔'' (کنز العمال)

تجارت کی اسی قدر و منزلت، عظمت و فضیلت اور تاکید و ترغیب کی اثر آفرینی تھی کہ اکثر حضرات صحابہ کرام تجارت پیشہ تھے اور تجارت ان کے درمیان قابل رشک تھی، ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ: ''جہاد فی سبیل اللہ کے بعد اگر کسی حالت میں جان دینا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو وہ یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل (روزی بذریعہ تجارت) تلاش کرتے ہوئے کسی پہاڑی درے سے گزر رہا ہوں اور وہاں مجھ کو موت آ جائے۔'' (بیہقی)

اسی طرح حضرات تابعین کے عہد زریں میں بھی تجارت کی بڑی قدر و قیمت تھی، خود تجارت کیا کرتے تھے اور دوسروں کو تجارت کا شوق دلایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت امام حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ: ''یہ بازار (تجارت کے مراکز) اللہ تعالیٰ کے عطیہ و نوازش کی جگہیں ہیں جو یہاں (عطیہ الٰہی) لینے آئے گا تو وہ پائے گا۔'' (اتحاف السادۃ)

اسی طرح حضرت ابوقلابہؒ سے منقول ہے کہ وہ اپنے متعلقین کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ: ''اپنے بازار (تجارت کے مراکز) کو لازم پکڑ لو کیونکہ (تجارت کے ذریعہ بقدر ضرورت، جائز طریقہ سے، اچھے نیت کے ساتھ مال کما کر، لوگوں سے بے نیاز رہنا، ان کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا) بڑی عافیت میں سے ہے۔'' (بیہقی)

تجارت اور تاجروں کے فضائل:

تجارت تمام پیشوں میں سب سے زیادہ عظمت و فضیلت اور درجہ و مرتبہ والا پیشہ ہے اور یہ معاشرہ کے ہر عام و خاص کی ضرورت ہے اوروں کی طرح ہی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی ضرورت پر خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور بازار بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت قتادہؒ سے منقول ہے کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بازاروں میں آمد و رفت رکھتے تھے۔'' (درمنثور: ۶/۲۴۳)

نیز بکریوں کی تجارت حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، ایک حدیث میں ہے کہ: ''معاش کے بہترین ذریعوں میں زراعت اور بکریوں (کی افزائش) کا کام ہے اور یہ نبیوں والا کام ہے۔'' (مسلم)

حضرت زکریا اور حضرت داؤد علیہما السلام کا صنعت اور تجارت میں بڑا اونچا مقام ہے۔ حضرت داؤدؑ کے بارے میں یہ بات مشہور و معروف ہے کہ: ''حضرت داؤدؑ ہر روز ایک زرہ بناتے اور اس کو چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے، اس چھ ہزار کو اس طرح صرف کرتے کہ دو ہزار تو اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے اور چار ہزار درہم بنی اسرائیل کے فقراء و مساکین میں بطور صدقہ و خیرات تقسیم کردیتے۔''

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعثت سے پہلے شرکت پر تجارت کی ہے، چنانچہ حضرت سائبؓ نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بیان کیا کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت میں نبوت سے پہلے میرے ساتھ تجارت میں شرکت کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین شریک تھے۔'' (ابوداؤد)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے حضرت خدیجہؓ کے ساتھ مضاربت یا شرکت پر تجارت کی ہے۔ (ابن سعد)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرت پر بکریاں چرائی ہیں، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے کہ: ''میں بھی اہل مکہ کی بکریاں اجرت پر چرایا کرتا تھا۔'' (بخاری)

حضرت موسیٰ کی مزدوری کا ذکر خیر قرآن مجید میں مذکور ہے، یقیناً حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے دور کے حالات اور ضروریات کے مطابق بعضوں نے صنعت و حرفت کو، بعضوں نے مویشی پروری کو اور بعضوں نے تجارت و کاروبار کو اختیار فرمایا اور اس طرح ان حضرات نے ہم اہل ایمان کے سامنے اپنا قابل اتباع نمونہ پیش فرمایا اور صنعت، اجرت اور تجارت کی اہمیت اور عظمت بیان فرمائی، خاص طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی بڑی ترغیب فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ تجارت بہتر اور بابرکت پیشوں میں ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بہترین اور باعث برکت ذریعہ معاش کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ: ''انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر بیع مبرور (شریعت کے اصول و آداب کے مطابق تجارت و کاروبار) سب سے بہتر اور بابرکت ذریعہ ہیں۔'' (احمد)

نیز اچھی نیت کی بنا پر دنیا و آخرت میں اس کے بڑے فائدے ہیں اور صداقت، امانت اور دیانت پر مبنی تجارت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے اور ان اوصاف سے متصف تاجر کو قیامت کے دن، حضرات انبیاءؑ، صدیقین اور شہداء کی رفاقت و معیت کی بشارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ: ''راست باز اور امانت دار تاجر، حضرات انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔'' (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ تلے ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''سچائی کے ساتھ تجارت کرنے والا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں جگہ پائے گا۔'' (ترغیب)

اسی طرح سچ بولنے والے تاجر کو سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ: ''جنت جانے والوں میں سب سے پہلا شخص سچ بولنے والا تاجر ہے۔'' (کنزالعمال)

زبان و عمل کے سچے تاجر کی جنت میں نرالی شان ہوگی، سچ بولنے والا تاجر بلا روک ٹوک جنت جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''سچائی کے ساتھ تجارت کرنے والے کو جنت جانے سے روکا نہیں جائے گا۔'' (اتحاف السادۃ)

☆☆..............☆☆

خدام ختم نبوت کے سرپرست

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نوراللہ مرقدہ کی چند یادیں

مولانا قاضی احسان احمد

زہد وتقویٰ، فہم وفراست، جودوسخا، اخلاص و للّٰہیت، خشوع وخضوع اور ان جیسی بے شمار صفات عطیہ خداوندی ہیں۔ ان ملکوتی صفات سے اہل حق علماء کرام متصف ہوتے ہیں۔ رب کریم ان وارث الانبیاء کو مخلوق کی رہبری و رہنمائی کے لئے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازتے ہیں۔

شیخ طریقت، حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نوراللہ مرقدہ بھی انہیں عظیم المرتبت شخصیات میں تھے۔ جن کو رب العزت نے بے شمار فضائل ومناقب سے نوازا تھا۔ شروع ہی سے باری تعالیٰ نے آپ کے قلب کو دین اور اہل دین کی محبت وعظمت سے لبریز کردیا۔ اسی کا ثمرہ ہے کہ تاحیات اشاعت دین، اسلامی تعلیم وتعلم اور تبلیغ اسلام سے وابستہ رہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم اور تبلیغ کی اپنے مخصوص انداز میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”تعلیم کہتے ہیں منتشر کو مجتمع کرنا اور تبلیغ کہتے ہیں مجتمع کو منتشر کرنا۔“

حق تعالیٰ نے مولانا محمد یحییٰ مدنیؒ کو اس تعریف کا کامل مصداق بنایا۔ منفرد نوعیت کا مدرسہ قائم کیا، منفرد انداز تربیت اختیار کیا، اہل ثروت، کھاتے پیتے گھرانوں کے بچوں کو دین کی طرف متوجہ کیا، اور بہت اچھے انداز اور ماحول میں بہترین نتائج حاصل کرنے میں کامیاب وکامران رہے۔

حضرت مولانا مدنیؒ کو تحفظ ختم نبوت کے مشن سے بھی خاص دلی محبت اور والہانہ عقیدت تھی، کیونکر نہ ہوتی، یہ محبت انہیں اپنے مشائخ، اساتذہ کرام سے ورثہ میں ملی تھی۔ جامعہ کی تعلیمی مصروفیات اور سالکین کی تربیت کے ساتھ ساتھ محاذ تحفظ ختم نبوت پر کام کرنے والوں سے بھی دلی عقیدت ومحبت اور لگاؤ رکھتے تھے، کیونکہ آپؒ کے شیخ بھی اپنی خانقاہ میں ذکر واذکار، سلوک واحسان اور تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ اصلاح عقائد پر زور دیتے تھے، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ فرمایا کرتے تھے:

”عقیدہ مضبوط، عمل تھوڑے جنت قریب، عقیدہ خراب عمل کثیر ٹھکانہ جہنم۔“

اس لئے خانقاہ کا اصل مقصد عقائد ونظریات کی پختگی اور درستگی ہوتا ہے۔

مولانا یحییٰ مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے استاد علوم انوری کے وارث حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے بھی خاص عقیدت ومحبت تھی۔ حضرت بنوری نوراللہ مرقدہ عالمی تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مجلس تھے۔ آپؒ کے زمانہ امارت میں مجلس کو ظاہری، باطنی، اندرون وبیرون ملک بہت ترقی نصیب ہوئی۔ گویا تحفظ ختم نبوت سے دلی لگاؤ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنیؒ کو اپنے استاذ گرامی سے ملا تھا۔

چنانچہ آپ پر مدرسہ کی چار دیواری میں تعلیم و تعلم، اصلاح وارشاد کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو کاز ختم نبوت سے وابستہ کرنے کی فکر بھی ہر وقت دامنگیر رہتی تھی۔ جماعتی مبلغین یا دوست ملاقات کے لئے جاتے تو انتہائی شفقت ومحبت فرماتے۔ راقم الحروف بھی اسی کام کی غرض سے حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو محبت سے اپنے پاس بٹھاتے اور کافی دیر تک جماعتی سرگرمیوں پر اکابرین کا حال احوال اور نظم ونسق سے متعلق استفسار فرماتے۔ بندہ اپنی معلومات اور سوچ وفکر کی حد تک جواب دیتا، خوشی کا اظہار فرماتے، دامن دعاؤں سے بھر کر رخصت کرتے۔

وصال سے چند دن قبل بندہ عیادت کے لئے حاضر ہوا، برادر محترم مولانا سلمان سے زیارت کے لئے عرض کیا تو نقاہت اور ضعف کی وجہ سے شاید پہچان نہ سکے، اگلے روز خود موبائل سے کال کی اور ارشاد فرمایا: ”میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں، میں آپ کو پہچان نہ سکا تھا، آپ کے نام کے ایک اور مولانا بھی ہیں اور گزشتہ دن ان سے ملاقات ہوئی تو سمجھا کہ وہی ہیں، اس وجہ سے بات نہ ہوسکی۔“ میں نے حضرت سے عرض کی کہ کوئی ایسی بات نہیں، ہم تو آپ کے غلام اور خادم ہیں۔ مزید محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ”آپ تحفظ ختم نبوت کا کام کرتے ہیں اور مجھے ملنے کے لئے آتے ہیں اول تو ہمیں دفتر ختم نبوت آنا چاہئے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ختم نبوت جماعت کے ساتھی آئیں اور ان سے ملاقات نہ ہو، یہ نہیں ہوسکتا۔“

اکثر مجھے مولانا فون کرکے اکابرین مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت

برکاتہم کی خیر خیریت پوچھتے اور کراچی کے ختم نبوت کے پروگراموں کی ترتیب معلوم کرتے۔ آخر میں فرماتے: ہمیں ضرور یاد رکھیں گے، مدرسہ میں بھی پروگرام کراتا ہے، اللہ اکبر! یہ فکر اور محبت سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے دلی محبت کا ثمرہ ہے۔

آیئے! آج ہم بھی اپنے ان اکابر کی زندگیوں کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں، ان کی سوچ اور فکر کو اپنائیں، ان کے جذبۂ عشق و وفا سے سبق حاصل کریں۔ ان کے روشن کئے ہوئے چراغ کو بجھنے سے بچائیں۔ مگر وہ بدنصیب جس نے دنیا کے لئے دین سے بے وفائی کی، عہدہ کے لالچ میں دین فروخت کیا، منصب کے حصول کے لئے قرآن و سنت سے روگردانی کی، وہ اس دنیا و آخرت میں ناکام رہے گا۔ مولانا یحییٰ مدنیؒ صحیح معنوں میں اسلاف کی نشانی اور یادگار تھے، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ کے مشن کو جاری و ساری فرمائے، آپ کے فرزندان گرامی کو آپ کا صحیح اور کامل جانشین بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

مبلغین ختم نبوت بہاولنگر کے دورہ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی، مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تین روزہ بہاولنگر ضلع کے دورہ پر تشریف لائے۔

مبلغین کے اعزاز میں جامعہ رشیدیہ للبنات کے مہتمم مولانا قاری محمد افضل سرہندی نے جامعہ رشیدیہ چشتیاں میں استقبالیہ دیا۔

۳ر فروری بعد نماز ظہر جامعہ فیض الاسلام چک مدرسہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت محترم قاری محمد طیب محمود نے کی۔ جلسہ سے مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد اسحاق ساقی جمعیت علماء اسلام کے صوبائی راہنما مفتی محمد عثمان چیچہ وطنی اور آخری خطاب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا۔ علماء کرام نے سیرت النبی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ انتظامات قاری محمد طیب محمود نے کئے مدرسہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا معین الدین وٹو اپنی بعض ناگزیر مصروفیات کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ اسی روز مغرب سے عشاء مدینہ مسجد (ڈگی والی) میں رد قادیانیت کورس منعقد ہوا، جس میں مولانا محمد اسحاق ساقی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر خطاب کیا جبکہ مولانا شجاع آبادی نے قادیانیت کے اسلام سے بنیادی اختلافات پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرکے دین اسلام سے بغاوت کا ارتکاب کیا اور ۱۸۸۴ء میں قادیانی جماعت کی بنیاد ڈالی۔ علماء امت ۱۸۸۴ء سے اب تک اس فتنہ کے خلاف سینہ سپر ہیں۔ مبلغین نے کہا کہ چور دروازہ سے کسی بھی قادیانی کو پاکستان کے اقتدار اعلیٰ پر قبضہ نہیں کرنے دیا جائے گا۔ علماء کرام نے عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ کا نام بطور نگران وزیر اعظم پیش کرنے والوں کی مذمت کی۔ ۴ر فروری بعد نماز فجر مولانا محمد اسحاق ساقی نے جامع مسجد خضریٰ شیراز نگر میں درس دیا۔ جبکہ مولانا شجاع آبادی نے جامع مسجد عثمانیہ نظام پورہ میں درس قرآن پاک دیا۔ کورس کی دوسری نشست بعد نماز مغرب جامع مسجد ڈگی والی میں منعقد ہوئی۔ مولانا محمد اسحاق ساقی نے خطاب کیا جبکہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے نوٹس تیار کرائے۔ ۵ر فروری بعد نماز فجر مولانا محمد اسحاق نے جامع مسجد تیلیانوالی میں خطاب کیا، جبکہ مولانا شجاع آبادی نے مدنی مسجد مدنی کالونی میں بیان کیا۔ کورس کی تیسری نشست شیخ الحدیث مولانا جلیل احمد اخون مدظلہ کی خواہش ودعوت پر جامع العلوم عیدگاہ میں منعقد ہوئی، جس میں مبلغین نے قادیانیوں کے اشکالات کے جوابات دیئے۔ مبلغین ختم نبوت سہ ماہی میٹنگ میں شرکت کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔

ڈیرہ غازی خان میں علامہ تونسویؒ کی یاد میں جلسہ

ڈیرہ غازی خان (مولانا محمد اقبال) جامع مسجد پیارے والی میں امام اہلسنت، مناظر اعظم حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کی یاد میں ۲۸ر جنوری بعد نماز مغرب تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، جس کا انتظام مولانا عبدالقدوس نقشبندی نے کیا۔ تعزیتی جلسہ سے جانشین حضرت علامہ تونسویؒ مولانا عبدالغفار تونسوی صدر تحریک تنظیم اہلسنت پاکستان مولانا قاضی محمد عبیداللہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے حضرت علامہ تونسوی کو ان کی تبلیغی، تحریکی، مسلکی خدمات عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح پر انہیں شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ جلسہ رات گئے تک جاری رہا، جلسہ کا انتظام مولانا عبدالقدوس چشتی، مولانا محمد اقبال میلسوی، علامہ محمد اسلام سلفی نے کیا، جبکہ صدارت جامع مسجد پیارے والی کے منتظم مولانا عبدالغنی چشتی نے کی۔ جلسہ سے فراغت کے بعد مبلغین ختم نبوت سلسلۂ نقشبندیہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت مولانا علی المرتضیٰ نقشبندیؒ کے جانشین مولانا محمد اسحاق مدظلہ کی دعوت پر گدائی تشریف لے گئے۔ رات کا قیام گدائی شریف میں ہوا، صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد گدائی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت مولانا علی المرتضیٰؒ کو ان کی اصلاحی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف جنوبی پنجاب کے معروف نقشبندی بزرگ حضرت اقدس شاہ فضل علی قریشی مسکین پوریؒ سے مجاز ہونے کے باوجود ہمارے شیخ، استاذ العلماء، مرشد الصلحا، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے متعلق ہوگئے اور ان سے مختلف سلاسل میں اجازت حاصل کی اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں ذکر و فکر کی مجالس قائم کیں اور لوگوں کو یاد اللہ سے وابستہ کرکے انہیں ذاکر و شاکر بنادیا۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد مولانا شجاع آبادی خانیوال کے لئے تشریف لے گئے۔

فدائے ختم نبوت

چوہدری محمد طفیل احرارؒ ... حیات وخدمات

مولانا عبدالعزیز لاشاری، تونسہ شریف

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے بزرگ رہنما چوہدری محمد طفیل احرار ۴؍فروری ۲۰۱۳ء بروز پیر، ۹۳برس کی عمر پاکر کوئٹہ میں رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ چوہدری محمد طفیل احرار ۱۹۲۰ء میں چوہدری فقیر اللہ کے گھر قادیان (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی، بعد میں تعلیم الاسلام اسکول قادیان میں داخل ہوگئے، یہ اسکول قادیانیوں کی ملکیت تھا، اسکول میں قادیانی جماعت کا اثر ورسوخ تھا۔ اس دور میں برصغیر میں مجلس احرار اسلام جوبن پر تھی۔ قادیانی احرار کی سرگرمیوں سے خوفزدہ رہتے تھے، اس اسکول کے مسلمان طلبا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی جماعت کے کارناموں سے بڑے متاثر تھے۔

۱۹۳۶ء میں چوہدری محمد طفیل احرار مجلس احرار اسلام میں شامل ہوکر فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کے جو اس وقت ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ کے انچارج تھے، دست وبازو بن گئے، بعد میں دفتر ختم نبوت قادیان کے ناظم کے عہدے پر پہنچے۔ قادیان میں ہی منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی سرکوبی شروع کردی۔

تقسیم پاک وہند کے بعد ۴؍اکتوبر ۱۹۴۸ء کو کوئٹہ آگئے، چوہدری صاحب کو یہاں مکان بھی کوئٹہ میں قادیانی سربراہ کرم الٰہی ایڈووکیٹ کے محلہ میں ہی ملا، حالانکہ یہ مکان چوہدری صاحب کے گھرانہ کے لئے چھوٹا تھا، مگر اس فدائے ختم نبوت نے اس لئے اس مکان کو منظور کیا کہ یہاں قادیانیوں کے خلاف اور عقیدۂ ختم نبوت کا کام احسن طریقہ سے ہوسکتا ہے، چوہدری صاحب نے آتے ہی تحریک ختم نبوت کے پرانے ساتھیوں اور کوئٹہ کے جید علماء کرام کو ختم نبوت کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے اکٹھا کیا، ان دوستوں نے چوہدری صاحب کا ساتھ دیا جبکہ قادیانی قیادت کے دماغ میں بلوچستان صوبہ کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا منصوبہ تھا، چوہدری محمد طفیل احرار نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو کوئٹہ آنے کی دعوت دی۔ کوئٹہ کے علماء، معززین شہر کے سامنے قاضی صاحبؒ نے قادیانیوں کی اپنی کتابوں سے ان کے عقائد ونظریات اور کفریہ عزائم کے پول کھول دیئے۔ عام مسلمان قادیانیوں کی حقیقت سے آگاہ ہوگئے، اس طرح کوئٹہ کے مسلمان قادیانیوں کے خلاف سرگرم ہوگئے، بلکہ ایک دفعہ زرغون روڈ کے ایک بنگلہ میں قادیانیوں کی ایک تقریب کو ایسا ناکام کیا کہ قادیانی جوتے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ قادیانیوں نے غصہ اور جھنجھلاہٹ میں آکر چوہدری صاحب پر حملہ کردیا، مگر مسلمانوں نے اس حملہ کو ناکام بنادیا۔ آپ نے شہر بھر میں ختم نبوت کے کام کو وسعت دینے کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس میں آنے والے علماء کرام اور بزرگان ختم نبوت کی اپنے گھر پر دعوت کرتے تھے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مولانا لعل حسین اخترؒ کے شیدائی تھے، آپ کے کارناموں اور سرگرمیوں کو دیکھ کر قادیانی کوئٹہ کی انتظامیہ کو چوہدری صاحب کے خلاف رپورٹیں اور کیس درج کروائے، مگر یہ شیدائی ختم نبوت اپنے حوصلے بلند رکھ کر پرعزم رہتے تھے۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ آرٹ اسکول روڈ پر دفتر ختم نبوت کی خریداری میں بھی آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

چوہدری صاحب پیرانہ سالی اور ضعف کی وجہ سے کئی سالوں سے گھر پر صاحب فراش تھے، جب بھی ختم نبوت کا کوئی بزرگ، کارکن، مبلغ جاکر ان کے مکان پر ملاقات کرتا تو چوہدری صاحب باغ باغ ہوجاتے۔ اپنے بیٹوں کو حکم دیتے ان کی چائے اور مشروبات سے خدمت کرو، یہ ختم نبوت کے سپاہی اور میرے دوست آئے ہیں۔ اللہ پاک نے ان کی اولاد کو بھی چوہدری صاحب جیسا جذبہ عطا فرمایا ہے وہ بھی ہر وقت ختم نبوت کے کام کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

فون پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ دفتر کے ناظم حافظ حمزہ ملوک نے چوہدری صاحب کے انتقال کی خبر دی اور بتایا کہ چوہدری صاحب لا نبی بعدی، لا نبی بعدی اور کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ یہ خبر دل پر بجلی بن کر گری اور بے ساختہ زبان سے نکلا کہ بخاریؒ کے چمن کا ایک اور پھول مرجھا گیا۔ بلوچستان کے علماء، زعماء، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر کارکن کے لئے چوہدری صاحب کا وصال بہت بڑا سانحہ ہے۔ تحریک ختم نبوت سے وابستہ ہر کارکن چوہدری صاحب کی زندگی بھر کے کارناموں پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ چوہدری صاحب کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے، ان کے کارنامے تاریخ ختم نبوت میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔ ختم نبوت کا ہر کارکن ان کے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

اخلاقِ حسنہ اور شاتمِ رسول کی سزا!

نام نہاد مفکرین ودانشوروں کا حضور (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے اخلاق کا سہارا لے کر شاتمِ رسول کی سزا سے انکار پر سیرت نبوی کی روشنی میں ایک تحریر

آخری قسط

مفتی عارف محمود

شاتم رسول کی سزا، قرآن کی روشنی میں:

قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شاتم رسول کی سزا موت ہے، ہم یہاں صرف ایک آیت کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں، اللہ ان پر دنیا وآخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' اسی سورت میں تین آیات کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لعنت کئے گئے ہیں، جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور بری طرح قتل کئے جائیں۔''

ان دونوں آیتوں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں کے بارے میں دنیاوی سزا تو یہ بیان کی گئی ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت ہے، اور آخرت میں ان کے لئے درد ناک عذاب تیار کیا گیا ہے، دنیاوی لعنت کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی عیاض رحمہ اللہ ''الشفاء'' میں فرماتے ہیں: ''گستاخ رسول پر دنیاوی لعنت یہی ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وہ پھٹکارے ہوئے ہیں جہاں پائے جائیں پکڑیں جائیں اور قتل کر دیے جائیں۔''

شاتم رسول کی سزا، سیرت نبوی کی روشنی میں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں شقی اور بدبخت قسم کے لوگوں کی طرف سے گستاخی کا سلسلہ صرف آج کا نہیں، بلکہ زمانۂ نبوت میں بھی اس طرح کے واقعات پیش آئے، ان میں سے بعض بدبختوں کو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے اور حکم سے قتل کر دیا گیا اور بعض کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر کٹ مرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جہنم واصل کیا۔

شاتم رسول کعب بن اشرف کے قتل کا حکم:

کعب بن اشرف مشہور یہودی رئیس تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتا اور ہجویہ اشعار کہتا تھا، بخاری شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''کون کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگائے گا؟ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتا ہے۔'' چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر جا کر اس کا کام تمام کر دیا۔

شاتم رسول ابن خطل اور اس کی لونڈیوں کو سزائے موت:

شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابن خطل اور اس کی دو لونڈیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کیا کرتے تھے، بخاری شریف میں ہے کہ فتح مکہ کے دن عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا، لیکن شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابن خطل کو معافی نہیں دی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا، لہٰذا اس کو اس حال میں قتل کر دیا گیا کہ اس نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دونوں لونڈیوں کے قتل پر ان کا خون رائیگاں قرار دیا۔

شاتم رسول ابن ابی معیط کے قتل کا واقعہ:

''الشفاء'' میں بزار کے حوالے سے منقول ہے کہ جب عقبہ بن ابی معیط قتل ہونے لگا تو اس نے پکار کر کہا: قبیلہ قریش کے لوگو! دیکھو! آج میں تمہارے سامنے قتل کیا جا رہا ہوں (اور تم خاموش ہو) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا: تو اپنے کفر اور رسول اللہ پر افترا پردازی کے باعث قتل ہو رہا ہے۔ سنن ابی داؤد ونسائی میں ہے کہ ایک نابینا صحابی نے اپنی لونڈی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر قتل کر ڈالا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون مباح اور ہدر فرمایا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشفاء'' میں ان واقعات کو جمع کیا ہے، جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے قتل کا حکم فرمایا، جنہوں نے شان رسالت میں کوئی گستاخی کی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی تھی۔

شاتم رسول کی سزائے موت پر تمام اُمت کا اتفاق:

دور نبوت کے ان مذکورہ بالا واقعات سے یہ بات بالکل بے غبار ہو کر سامنے آتی ہے کہ توہین رسالت کوئی معمولی جرم نہیں کہ جس سے چشم پوشی اختیار کی جائے، اس کی کم از کم سزا موت ہے، چنانچہ عہد نبوت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ شاتم رسول واجب القتل ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے ائمہ اربعہ کا یہی مذہب نقل کیا ہے۔

نام نہاد دانشوروں کے بیمار قلوب کا علاج:

چونکہ توہین رسالت ایک انتہائی حساس اور

اہم موضوع ہے، تمام امت مسلمہ کا ایمان اور جذبات اس سے وابستہ ہیں،اس لئے امت کے جلیل القدر علمائے کرام نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، ہمارے نام نہاد دانشور حضرات کو اگر ان کا مطالعہ نصیب ہو جائے تو یقیناً ان کے بیمار قلوب شفا پا جائیں گے۔

اربابِ اقتدار سے گزارش:

اس نازک موڑ پہ ملک عزیز کے ارباب اقتدار سے گزارش ہے کہ خدارا! چند دنوں کے اقتدار کی خاطر اپنی عاقبت برباد نہ کریں، قانون توہین رسالت میں کسی طرح کی ترمیم سے باز رہیں، بلکہ ایسے مواقع پر ہونا یہ چاہئے کہ ایک مسلمان ملک کے حکمران ہونے کی حیثیت سے وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں اور شاتمین رسول کو کیفر کردار تک پہنچائیں، مبادا! اللہ کی گرفت و پکڑ کے شکار نہ ہو جائیں۔

میڈیا سے وابستہ افراد سے درخواست:

اس کے ساتھ ساتھ میڈیا سے وابستہ افراد سے درخواست ہے کہ خدارا! ضمیر و قلم فروش مت بنیں، دنیا کے یہ چند ٹکے و ٹکے کب تک کام آئیں گے، آخر ایک دن آپ نے بھی مرنا ہے اور اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنی ہے، سوچئے! آج توہین رسالت پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کی بجائے ہم گستاخوں کی صف میں کھڑے ہوں تو کل قیامت کے روز اپنے آقا و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا کس منہ سے سامنا کریں گے؟ کیا ان حرکتوں کی ہمارا ایمان اور غیرت اجازت دیتے ہیں؟ کیا روز محشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے حق میں شفاعت فرمائیں گے؟ نہیں! اور یقیناً نہیں، تو پھر ہمیں اپنی روش تبدیل کرنی ہوگی اور اللہ سے معافی طلب کر کے گزشتہ کی تلافی کی فکر میں لگنا چاہئے۔

اہلِ ایمان کی ذمہ داری:

اپنے مسلمان بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ وہ میڈیا کے اس ایمان کش سیلاب سے اپنے آپ کو بچائیں، جب بھی کوئی ایسا موقع آئے تو ان نام نہاد دانشوروں کی باتوں پر کان نہ دھریں، بلکہ مستند اور محقق علمائے کرام کی طرف رجوع کریں، تاکہ ہمارا ایمان شکوک و شبہات سے محفوظ رہے۔ اس کے علاوہ دشمن کے ان ہتھکنڈوں کے جواب میں ان کی تہذیب و تمدن سے عملی طور سے نفرت کا اظہار کریں، ان کا معاشی بائیکاٹ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں سیرت نبوی کا مکمل اتباع کریں، اپنے آقا و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجیں، تاکہ دشمن اپنے مذموم مقاصد میں ناکام و نامراد ہو جائے۔

☆☆..............☆☆

سلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

تمہارا ختم نبوت زندہ باد

۳۲ ویں سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

زیر صدارت
حضرت علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ
خلیفہ حضرت لدھیانوی شہید
فاتح فتنہ گوہر شاہی
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ

بعد نماز عشاء بتاریخ 20 مارچ بروز بدھ 2013

بمقام ایم اے جناح روڈ جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ سندھ
0235-571613
0300-3351713
0333-2881703

"درد مند خاتون"

۵؍اگست ۱۹۷۳ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ایک قادیانی خاتون کا بیان شائع ہوا تھا، جس میں اس نے جان بوجھ کر قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر پردہ ڈالنے اور انہیں مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ شاہ عالمی مظفرگڑھی حال مقیم لاہور خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ نے اس خاتون کے جواب میں "درد مند خاتون" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا، جس میں قادیانیوں کے عقائد و نظریات کو امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا۔ ۱۹۷۳ء میں لکھے گئے اس رسالہ کے اقتباسات کو اسی پس منظر میں پڑھا جائے۔ (ادارہ)

ساتویں قسط

مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ

حضور ﷺ کے زمانہ کی توہین:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "خیر القرون قرنی"... سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے....

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی تھی اور اس شخص (یعنی مرزا) کو تم نے دیکھا ہے، جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔"

(روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۴۴۳، تصنیف مرزا)

اس طرح خطبہ الہامیہ، ص:۱۷۵ روحانی خزائن، ج:۱۶ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"میرا زمانہ بدر چودھویں کے چاند کی مانند ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہلال (پہلی کے چاند) کی طرح ہے۔"

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

"دیکھو! تم ایسے زمانے میں پیدا ہوئے ہو جس کی تیرہ سو سال سے لوگ خواہش کرتے چلے آئے ہیں۔"

امام شافعی، ابن حزم، ابن قیم، محی الدین ابن عربی، عبدالقادر جیلانی، سہروردیہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم اجمعین) جن کے متعلق ہے کہ ائمہ سے بڑھ کر ہیں، ان سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا) ہیں اور پہلے جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ وہ ہیں جو حسرتیں کرتے کرتے فوت ہوگئے ہیں کہ ہمیں مسیح موعود (یعنی مرزا) کا زمانہ میسر ہو۔

(اخبار الفضل، ج:۱۲، نمبر۲، مورخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۲۴ء)

قرآن شریف میں آیت: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔"... اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ یہ آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نازل ہوئی ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اس آیت میں صاف طور پر اس عاجز (مرزا) کو رسول کہہ کر کے پکارا گیا ہے۔"

(روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۰۹، تصنیف مرزا)

مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے تو ہی اس آیت کا مصداق ہے: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔"

(روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۱۱۱، تصنیف مرزا)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔"... محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں....

یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازل فرمائی ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اس آیت میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۰۷، تصنیف مرزا)

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

"میرے والد جناب مسیح موعود مرزا غلام احمد فرماتے ہیں: "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم" میں محمد سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے فرمایا ہے۔"

(اخبار الفضل، ج:۳، ص:۱۰، ۱۵؍جولائی ۱۹۱۵ء)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت ان الفاظ میں سنائی:

"مبشرا: برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" (سورۂ صف) "میں (عیسیٰ) تمہیں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد تشریف لائے گا، جس کا نام نامی اسم گرامی احمد ہوگا۔"

حدیث شریف میں وارد ہے:

"عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا محمد، انا احمد."

(بخاری و مسلم، ج:۲، ص:۲۶۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں محمد بھی ہوں اور احمد بھی (یعنی محمد بھی میرا نام ہے اور احمد بھی)۔"

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے، پس میری تعریف کرو۔" (روحانی خزائن، ج:۱۶، خطبہ الہامیہ، ص:۵۳، ۷۰، تصنیف مرزا)

مرزا بشیر الدین لکھتا ہے:

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا نبی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آتا ہے اور اس کا نام احمد ہے، میرا اپنا دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ میں نے یونہی نہیں کر دیا، بلکہ حضرت مسیح موعود مرزا کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا قادیانی احمد ہیں....."

(انوار خلافت، ص:۲۱، تصنیف مرزا بشیر الدین)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ۔" (آل عمران:۸۱)

ترجمہ: "اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ وعدہ لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، اللہ نے کہا کہ تم نے اقرار کیا اور اس پر بڑا بھاری ذمہ لیا، سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا، اللہ تعالیٰ نے کہا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وعدہ لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے وعدہ لیا کہ اگر ان کی حیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں۔" (درمنثور، ج:۲، ص:۴۷)

اس پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ عہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لیا گیا اور تمام انبیاء علیہم السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے واسطے کہا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اپنی امت کے نبی ہیں، اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی ہیں، لیکن مرزائیوں کی جسارت دیکھئے:

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

"واذا اخذ اللّٰہ میثاق النبیین..." والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا، النبیین میں سب انبیاء علیہم السلام شریک ہیں کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں کہ جب تم کو کتاب اور حکمت دوں یعنی کتاب سے مراد تورات اور قرآن شریف ہے اور حکمت سے مراد سنت اور منہاج النبوۃ اور حدیث شریف ہے: پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے مصدق ہو تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب و حکمت سے ہیں، یعنی وہ رسول مسیح موعود (مرزا) ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے۔"

(اخبار الفضل، ج:۳، مورخہ ۱۹، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(جاری ہے)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

شہر قائد علماء وطلباء کی مقتل گاہ بن گیا

مولانا محمد طارق نعمان گڑنگی

مدارس دینیہ کے ننھے پھول اپنے اساتذہ اور طلباء، ساتھیوں کے جنازے اٹھا اٹھا کر تھک گئے ہیں آخر کب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پاکستان کا ہر شہر ہر گلی ہر محلہ علماء وطلباء کے خون سے رنگین ہے، یہ خبر ہمارے لیے انتہائی افسوسناک تھی ایک بزرگ شخصیت کو درس وتدریس کے سلسلے میں جاتے ہوئے کراچی کی معروف شاہراہ پہ موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے ابدی نیند سلا دیا ان کے ساتھ ان کے تین رفقاء کو بھی شہید کر دیا۔ کراچی میں آئے روز دینی مدارس کے علماء وطلباء کو ہی نشانہ بنایا جارہا ہے اور ان افسوسناک واقعات پہ انسانی حقوق کی تنظیموں کی خاموشی معنی خیز ہے۔ ملالہ یوسفزئی کے واقعے پہ یقیناً دینی طبقوں کو بھی افسوس ہوا اور اس کی مذمت بھی کی گئی مگر کیا دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور پڑھانے والے علماء علم کی شمع کو روشن نہیں کر رہے؟ کیا دینی مدارس کے معصوم بچے اور بچیاں اپنے ماں باپ کے لئے ملالائیں نہیں؟

کراچی شہر دینی علوم کا مرکز ہے اور اس شہر میں پاکستان کے ہر کونے سے دین کی تڑپ رکھنے والے ماں باپ اپنے لخت جگروں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سیکھنے کے لیے بھیجتے ہیں پاکستان میں سب سے زیادہ دینی مدارس اس شہر قائد میں ہیں، اس شہر میں کہیں آپ کو گلشن علامہ یوسف بنوری جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن ملے گا، کہیں آپ کو مفتی زرولی خان کا لگایا ہوا پودا جامعہ احسن العلوم ملے گا، کہیں آپ کو یادگار مفتی اعظم پاکستان جامعہ دارالعلوم کراچی ملے گا، کہیں آپ کو گلشن مفتی محمد نعیم جامعہ بنوریہ سائٹ ملے گا، تو کہیں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کے زیر سایہ جامعہ فاروقیہ ملے گا۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شہداء میں مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری اور مولانا صالح بھی اپنا نام لکھوا گئے اور رب کے دربار میں سرخرو ہو گئے ایک اخباری رپورٹ کے مطابق ۱۵ سال میں جامعہ بنوری ٹاؤن کے پندرہ جید علماء کرام کو اور ۱۱ طلباء کو شہید کیا گیا اور یہ سلسلہ ۳ رنومبر ۱۹۹۷ سے شروع ہوا جب جامعہ بنوری ٹاؤن کے مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ اور مولانا مفتی عبدالسمیعؒ کو تین ساتھیوں سمیت بزنس ریکارڈر روڈ گرومندر پر شہید کیا گیا۔ ۱۸ رمئی ۲۰۰۰ء کو شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور ان کے ساتھی حاجی عبدالرحمن کو نصیرآباد ایف بی ایریا کے علاقے میں شہید کیا گیا۔ شہید اسلام مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ ۳۰ رمئی ۲۰۰۴ء کو ماما بے پی کیئر اسکول گرومندر کے قریب شہید کیا گیا۔ ۹ راکتوبر ۲۰۰۴ء کو سینئر اساتذہ میں سے مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسوی کو شہید کیا گیا۔ ۱۱ رمارچ ۲۰۱۰ء کو مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور ان کے بیٹے حافظ محمد حذیفہؒ، مولانا فخر الزمان، عبدالرحمنؒ سری لنکن کو ابوالحسن اصفہانی روڈ پیراڈائز کے مقام پر شہید کیا گیا جبکہ مولانا انعام اللہ کو نیو لی سوسائٹی میں شہید کر دیا گیا۔ ۲۰۱۱ء میں مولانا ارشاد اللہ عباسی کو بھی شہید کیا گیا۔ کراچی میں گزشتہ دنوں جن علماء کا خون ۳۱ رجنوری ۲۰۱۳ء کو گرا وہ مولانا مفتی عبدالمجید دین پوریؒ مولانا صالح محمدؒ اور حسان علی شاہ ہیں۔

مفتی عبدالمجید دین پوری ۱۵ رجون ۱۹۵۱ء کو پنجاب کے ضلع رحیم یار خان کی تحصیل خانپور کے گاؤں دین پور میں مولانا محمد عظیم بخش دین پوری کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا محمد عظیم بخشؒ حج پہ گئے اور وہیں وفات وتدفین ہوئی۔

ابتدائی تعلیم یہیں مدرسہ دارالقرآن سے حاصل کی، پھر اپنے والد کے ہمراہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن چلے گئے۔ ۱۹۷۱ء میں جامعہ سے فراغت کے بعد جامعہ میں ہی تخصص فی الفقہ میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۷۴ء میں تخصص سے فراغت کے بعد تدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ چار سال بعد سکھر میں جامعہ اشرفیہ میں تدریس کے شعبے کو سنبھالا۔ وہاں پانچ سال تک طلباء کو اپنے فیض سے فیضیاب کیا، بالآخر آپ دوبارہ اپنے مادر علمی بنوری ٹاؤن تشریف لے آئے۔ آپ علماء وطلباء میں یکساں مقبول تھے، آپ کی تدریسی زندگی کا احاطہ ۳۸ برس پر محیط ہے۔ آپ کتب حدیث پڑھانے کے ساتھ ساتھ نائب رئیس دارالافتاء، اور جامعہ اسلامیہ درویشیہ میں شیخ الحدیث بھی تھے، مولانا شہید جمشید روڈ الحمراء مسجد کے پیش امام اور خطیب ہونے کے ساتھ بہادرآباد میں معہد الخلیل کے نائب رئیس دارالافتاء بھی تھے، مولانا شہادت کے روز بھی پڑھانے کے لئے جامعہ اسلامیہ درویشیہ جارہے تھے۔

آپ کے طلباء کا کہنا ہے کہ حضرت نے ہمیں آخری حدیث کا جو درس دیا وہ یہ تھی: القبر روضة من رياض الجنة۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث مولانا نظام الدین شامزئی نے جب پڑھائی تو اس کے بعد وہ شہید ہو گئے یعنی مفتی نظام الدین شہید کا آخری درس اس حدیث پر تھا، عجیب اتفاق ہوا کہ مولانا مفتی عبدالمجید دین پوریؒ بھی اسی حدیث پر اپنی زندگی کی کتاب کو اور احادیث کی کتب کو بند کر گئے۔ مولانا کے سوگواران میں بیوہ، دو عالمہ بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ تیس سالہ محمد عمیر، ۲۵ سالہ مولانا زبیر احمد، ۲۲ سالہ عزیر محمود (شریک دورہ حدیث) اور ۱۹ سالہ محمد شعیب (طالب علم درجہ رابعہ) اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔

ہم ان کی جسمانی وروحانی اولاد کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس پیارے ملک کو اندرونی بیرونی خطرات سے محفوظ فرمائے۔ ☆

بیاد
مخدوم خواجگان قطب الاقطاب
حضرت مولانا خواجہ
خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں
میانوالی

عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی
حضرت مولانا خواجہ
جانشین میر کارواں
جگر گوشہ خواجہ خواجگان
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت — سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ
★★★★★

خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی
حضرت مولانا خواجہ
★★★★★

بیاد
ولی کامل عالم باعمل
حضرت مولانا حافظ
استاد
احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خانقاہ سراجیہ
دادڑہ بالا

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کا دو روزہ اصلاحی

عظیم الشان اجتماع

رشید احمد صاحب مدظلہ العالی
حضرت مولانا خواجہ
خواجہ خواجگان کے فرزند
اور ان کے تربیت یافتہ
ولی کامل رہبر طریقت
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ
★★★★★

بمقام خانقاہ سراجیہ
دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ساہیوال

16 17 مارچ 2013 بروز ہفتہ اتوار

اجتماع میں حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء عظام، ملک بھر کے جید علماء کرام اور مشہور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ تمام مسلمان حضرات بالخصوص متوسلین سلسلہ پاک بھرپور طریقے سے شرکت کریں۔

اوقات کار: 16 مارچ صبح 9:00 سے
17 مارچ سہ پہر 4:00 بجے دعا ہوگی۔

نوٹ: باہر سے تشریف لانے والے شرکا کیلئے قیام و طعام کا مکمل انتظام ہوگا

صاحبزادہ خواجہ
حبیب احمد خان سلمہ
فرزند حضرت مولانا خواجہ رشید احمد
★★★★★

الداعی الی الخیر: **خدام خانقاہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ضلع ساہیوال**

قاری محمد ساجد 0305-7533883
محمد نعیم 0300-7973594
محمد عرفان 0301-7367413
جاوید اقبال 0321-6925210

زیر انتظام: **مرکز سراجیہ** ٹرسٹ 0321-7044744 042-35877456
E-mail: markazsirajia@hotmail.com, www.endofprophethood.com